بفیضِ حضور مفتیِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری قدس سرہٗ

وَضَرَرُ الشَّرعِ مِمَّن یَنصُرُہٗ لَابِطَرِیقَتِہٖ، اَکثَرُ مِن ضَرَرِہٖ مِمَّن یَطعَنُ فِیہِ بِطَرِیقَتِہٖ

دین کو جو نقصان بے طریقہ حمایتی سے پہنچتا ہے طریقہ مند مخالف معترض سے نہیں پہنچتا

(تعاقبِ فلاسفہ درحلِّ تہافت الفلاسفہ للامام الغزالی)

سُنّی مُسلمان بھائیوں کو اَمر بالمعروف وَنہی عَنِ المنکر یعنی اچھائی پھیلانے اور بُرائی کو مٹانے میں اسلافِ اہلسنّت کی روش دکھانے والا اور باہمی اتفاق ورواداری سکھانے والا

مبارک رسالہ

دَرسِ اسلاف

برائے

دَفعِ اعتساف

بقلم فیض رقم

حضرت علامہ مفتی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ قادری رضوی مدظلہ النورانی

شائع کردہ:

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری (نوری نگر) ۳۱۹/۱ گدہوا بلرام پور یوپی پن ۲۷۱۲۰۱

اعتساف: غیر مدبرانہ اقدام، رکوبُ الامرِ بِلاتَدَبُّرٍ وَّرَوِیَّۃٍ (تاج العروس)

بفیضِ حضور مفتیٔ اعظم علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری برکاتی نوری قُدِّسَ سِرُّہٗ

وضَرَرُ الشرعِ مِمَّن ینصُرُہٗ لا بطریقۃٍ ، اکثرُمن ضَرَرِہٖ مِمَّن یطعَن فیہ بطریقۃٍ

دین کو جو نقصان بے طریقہ حمایتی سے پہنچتا ہے طریقہ مند مخالف معترض سے نہیں پہنچتا

[تعاقبِ فلاسفہ درحلِّ تہافت الفلاسفۃ للامام الغزالی]

سنی مسلمان بھائیوں کو امر بالمعروف ونھی عن المنکر یعنی اچھائی پھیلانے اور برائی کو مٹانے میں اسلافِ اہلسنّت کی روش دکھانے والا اور باہمی اتفاق ورواداری سکھانے والا مبارک رسالہ

درسِ اسلاف

برائے

دفعِ اعتساف

بقلم فیض رقم

حضرت علامہ مفتی شاہ محمد کوثر حسن صاحب قبلہ قادری رضوی مدّ ظلّہ النّورانی

شائع کردہ

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری، نوری نگر ۳۱۹ گدرہوا بلرام پور یو۔ پی پن ۲۷۱۲۰۱

سن اشاعت شوال ۱۴۳۵ھ اگست ۲۰۱۴ء

اِعْتِسَاف : غیر مدبّرانہ اقدام : رُکُوْبُ الْاَمْرِ بلا تَدَبُّرٍ وَلَا رَوِیَّۃٍ [تاج العروس]


NafseIslam

فہرست

لمعۂ اولیٰ ①

لمعۂ ثانیہ (۲)

لمعۂ ثالثہ ③



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْمُخْتَار وَعَلی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْاَطْهَار

لمعۂ اولیٰ

در احتیاط فی الحکم

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۞ [پ۲۸ ع۱۳ آیت ۸]	عزت اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔

وہابیوں دیوبندیوں نے جو ایمان والے دلوں کو زخمی کیا ، کہ اپنی کتابوں تحریروں سے اللہ ورسول جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالیٰ عَلَیْهِ وَسَلَّم کی شان میں صاف واشگاف سخت وشدید صریح توہینوں کا فتنہ اٹھایا ، حفظ الایمان میں لکھ دیا

> اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ، ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون [بچہ اور پاگل] بلکہ جمیع حیوانات وبہائم [تمام جانوروں اور چوپایوں] کے لیے بھی حاصل ہے۔ [معاذ اللہ] [حفظ الایمان ص ۸ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی]

اس عبارت میں علم غیب کی دو ہی قسمیں کی ، کل اور بعض۔ کل کو عقلاً نقلاً باطل بتایا۔ اور

بعض پر صاف کہہ دیا کہ ـــــ اگر بعض علم غیب حضور کو ہے تو اس میں حضور کی کوئی خصوصیت نہیں ایسا بعض علم غیب تو ہر بچے پاگل جانور کو بھی ہے معاذ اللہ

یہ اور اسی طرح کی دیگر **توہینیں** اور **صریح کفریات** ان دشمنانِ دین نے اپنا عقیدہ بنائیں ، ان کی حمایت اور اشاعت میں کمر بستہ ہوئے ، اور ہیں ، اور مسلمانوں کے دلوں میں آج بھی پیرا دینے کے در پے ہیں۔ اللہ و رسول کا نام لے کر اسلامی لباس پوشاک کو آڑ بنا کر آج بھی یہی چاہتے ہیں کہ مسلمان ان صریح توہینوں صریح کفروں کو حق مان لیں ، ان کے لکھنے پھیلانے حمایت کرنے والوں کو کافر و مرتد ماننے سے باز آجائیں ، انہیں سچا پکا مسلمان تسلیم کر لیں ، اور یوں ایمان کو چھوڑ کر ان کے کفر میں ان کے ساتھی حمایتی بن جائیں۔ معاذ اللہ

وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً [پ ۵ ع ۹ آیت ۸۹]	وہ تو یہ چاہتے ہیں کہ کہیں تم بھی کافر ہو جاؤ جیسے وہ کافر ہوئے تو تم سب ایک سے ہو جاؤ

کیا وہ صریح **توہینیں** اور کھلے کفریات اور **دشمنانِ دین کے ناپاک عزائم** اسلام و مسلمین پر **کم حملہ** ہیں؟ ....کہ آپسی نزاع میں پڑیں؟ .... امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

> مسلمان کا ایمان شاہد [وگواہ] ہے کہ [اسلام کے کھلے مخالف اگر] ترک بھائیوں کا سارا ملک چھین لیں ، یا کعبۂ معظّمہ کو معاذ اللہ ایک ایک اینٹ کر دیں ، [تو یہ ظلم و توہین] ہرگز اللہ و رسول و قرآن کی [اُس] تکذیب و توہین کے برابر نہیں ہو سکتا [جو یہ دشمنانِ دین اسلام کا لبادہ اوڑھ کر کر رہے ہیں] [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۱۶]

کیا عقل وذہانت...... یا کیا غیرت وحمیت ہے؟ کہ ایسے وقت آپس میں بے جا زبان وقلم کو رخصتِ جولان دیں ، جو فرد یا افراد تنظیمیں یا جماعتیں ادارے یا مدرسے مسلمان ہیں سنی ہیں اُن پر غیر محتاطانہ فسق وگمراہی کا حکم لگائیں ، ناواقف وغافل عوامِ اہلسنت کو اُن سے دور ونفور رہنے کی وہ تلقین کریں جس کا ضرر نفع سے بڑھ کر ہو اور یوں افرادِ اہلسنت کی آبرو ریزی کا سامان مہیا کریں

کیا وہ حکمت آگیں نقوشِ سلف مٹ گئے کہ

وضَرَرُ الشرعِ مِمَّن ینصُرُہٗ لا بطریقۃٍ ،	شرع کو جتنا ضرر بے طریقہ حمایتی سے پہنچتا
اکثرُمن ضَرَرِہٖ مِمَّن یطعَن فیہ بطریقۃٍ	ہے طریقہ مند مخالف معترض سے نہیں پہنچتا

[تہافت الفلاسفہ للامام الغزالی قدس سرہ مع تعاقب فلاسفہ ص ۹۰]

کیا امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے ان نصائح کی روشنائی محو ہوگئی کہ

سنی بھائیوں کو آپس میں ایک رہنا لازم ہے۔ سنیوں پر دشمنانِ دین کے لام کیا تھوڑے بندھ رہے ہیں؟ کہ آپس میں بھی خانہ جنگی کریں؟ اور نہ ہو سکے تو اتنا ضرور ہے کہ دنیوی رنجش کو دین میں دخل نہ دیں۔ فقیر کو بِحَمْدِ اللّٰہِ تعالیٰ تمام سنی بھائیوں کی خدمتگاری کا شرف حاصل ہے۔ لہٰذا دونوں فریق سے دست بستہ عرض ہے کہ رنجش جانے دیں

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ [پ ۲۶ ع ۱۳ آیت ۱۰] | بیشک تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں

پر نظر فرما کر گلے مل لیں [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۴۱۲ ، مترجم ج ۱۶ ص ۳۳۱]

اگر اپنے سنی بھائیوں کا کوئی قول یا فعل آپ کی نظر میں خلافِ شرع ہے تو

اُس قول وفعل پر گفتگو کریں ، اس کی شناعت واضح کریں ، سلف سے اُس کی شناعت پر قدوہ دیں ، قائل وفاعل کے شبہ کا ازالہ کریں ___ مگر قائل وفاعل کی ذات سے بحث اُس پر ناروا نازیبا جملے یہ تو امامِ اہلسنت کی روش نہیں ، تعلیم نہیں ، مسلک نہیں

اہلسنت کے کسی خلافِ شرع قول یا فعل پر مواخذہ میں
اسلافِ اہلسنت کی روش
پہلی مثال

امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے بنی ہاشم پر صَرفِ زکوۃ اور انہیں اَخذِ زکوۃ کی حرمت کس شد و مد سے ثابت و واضح فرمائی ، کہ اس حرمت پر متواتر حدیثیں آنے کی تصریح فرمائی ، اسی پر مذہبِ حنفی کی کتبِ متون کا اتفاق اور جماہیر ائمۂ ترجیح وفتویٰ کا احقاق آشکارا کیا چنانچہ فرمایا

بنی ہاشم کو زکوۃ وصدقاتِ واجبات دینا زنہار جائز نہیں ، نہ اُنھیں لینا حلال۔ سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے **متواتر حدیثیں** اس کی تحریم میں آئیں

[فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۷۸]

ظاہر الروایۃ میں ہمارے **ائمۂ ثلاثہ** [امام وصاحبین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنھُمْ] بالا جماع بنی ہاشم پر تحریم صدقات فرماتے ہیں ، **کافّۂ متون** علی الاطلاق اسی پر ماشی ، اور **اجلۂ محققین** اہلِ شروح وفتاویٰ وار بابِ تصحیح وفتویٰ مثل امام برہان الدین فرغانی صاحب ہدایہ وامام فقیہ النفس قاضیخاں وامام طاہر صاحبِ خلاصہ وامام نسفی صاحب کافی وغیرہم رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْھِمْ بے اشعارِ خلاف **اس پر جازم**۔ کہ مسئلہ میں کوئی روایتِ ضعیفہ

مرجوحہ مخالفہ آنے کی بو بھی نہیں دیتے ، قابلِ التفات سمجھنا تو درکنار۔ اور جن بعض نے اس [روایتِ خلاف] کا ذکر کیا ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ مذہب کے خلاف اور ظاہر الروایۃ سے جدا ہے جس کے حاکی [ناقل] فقط نوحِ جامع ہیں

[فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۷۹]

اب نہ رہا مگر امامِ اجلّ سیدی ابو جعفر طحاوی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا بہ ناخذ فرمانا

اقول وباللّٰہ التوفیق اگر مان بھی لیا جائے کہ امام طحاوی اسی روایتِ شاذّہ کو اختیار فرماتے ہیں ، تاہم معلوم ہے کہ اُن کے لیے بعض اختیاراتِ مُفرَدہ ہیں ، کہ بترکِ مذہب اُن پر عمل کے کوئی معنیٰ نہیں۔ اُن کی جلالتِ شان بیشک مُسلَّم ۔ مگر عظمتِ قاہرۂ **اصلِ مذہب** چیزے دیگر ست۔ پھر **اِطباقِ احادیث** پھر **اتفاقِ مُتون** پھر **احتقاقِ جماہیر** ائمۂ ترجیح وفُتیا ایسی شئی نہیں جس کا پلہ اختیارِ مفردِ امام طحاوی کے باعث گر سکے۔ آخر ائمۂ کرام نے اُن کا بہ ناخذ فرمانا دیکھا پھر کیا باعث کہ اصلاً اُدھر التفات نہ فرمایا؟.........

غرض خادمِ فقہ جانتا ہے کہ ایسی روایتِ مرجوحہ مجروحہ جو نہ روایۃً معتمد نہ درایۃً مُؤیَّد صرف ایک اختیار کی بنا پر جسے جمیع متون وسائرِ مُرَجّحین نے مقبول نہ رکھا ہرگز صالحِ تعویل نہیں ہوسکتی

یہ سب اس تقدیر پر ہے کہ **امام طحاوی** کا **روایتِ جواز کو اختیار فرمانا** تسلیم کرلیں۔ ورنہ فقیر غَفَرَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَہٗ کے نزدیک اگر کلامِ امام طحاوی کی طرف بنظرِ غائر عطفِ عِنان ہو تو اِنْ شاءَ اللّٰہُ تعالیٰ سپیدۂ صبح کی طرح ظاہر و

عیاں ہو کہ وہ قطعاً ظاہر الروایۃ ہی کو بہ ناخذ
فرمارہے ہیں [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۸۰]

پھر خود کلامِ امام طحاوی سے اٹھارہ وُجوہ ودلائل کے ساتھ اسے ثابت کر کے فرمایا

اب بھی کچھ وُضوحِ حق میں باقی رہا۔ ولِلّٰہ الحمد ، ھکذا ینبغی
التحقیق ، واللّٰہُ سبحانہ وَلِیّ التوفیق [فتاویٰ رضویہ ج۴ ص ۴۸۴]

پھر ''بہ ناخذ'' سے **شبہۂ جواز** آنے کے منشاء کا **کشف** کرتے ہوئے فرماتے ہیں

غالبًا ابتدا میں بمقتضائے یَأْبَی اللّٰہُ العِصمۃَ اِلّا لِکلامہ و کلامِ رسولہ
صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم بعض علمائے ناقلین کی نظر نے لغزش فرمائی ، اوربھذا
ناخُذ کی مُشار اِلَیْہ وہ روایتِ ضعیفہ خیال میں آئی ، پھر علمائے مابعد نقل در نقل فرماتے
چلے آئے ، نقد یا مُراجعت کا اتفاق نہ ہوا ، ورنہ حَاشَ لِلّٰہ اُن کی جلیل شانیں اس
سے بس ارفع ہیں کہ بِامعان و تدبر شرحِ آثار پر نظر فرماتے ، اور اُس کی
عبارت کے یہ معنی ٹھہراتے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۸۴]

حرمت کو اس درجہ عظیم دلائل سے بایں شدّ ومد ثابت فرمانے ، اور
شبہۂ جواز کی کامل تضعیف کر دینے کے بعد وہ جنہوں نے قولِ جواز کیا اُن پر کوئی حکم
نہ دے کر صرف اتنا کہا کہ ـــ **اُنہیں دھوکہ ہوا** ـــ چنانچہ فرماتے ہیں

انما اَطَلْنا الکلام فی ھذا المقام لِمَا بلَغَنا عن بعض علماء العصر من اجلّۃ رامفور	ہم نے یہاں اس لیے سیر حاصل گفتگو کی کہ فی زمانہ رامپور کے ایک عالمِ جلیل کے بارے میں ہمیں یہ خبر پہنچی کہ انہوں نے اس روایتِ شاذّہ

من اباحة الزکوة لحضرات الاشراف اغترارًا بتلک الروایة وذاک الاختیار ، وماالعصمة اِلّا باللّٰه العزیز الغفار۔	اور اُس کے اختیارِ منسوب بہ امام طحاوی سے دھوکہ کھا کر حضراتِ سادات کے لیے زکوۃ کے جواز کا قول کیا۔ اور عصمت وحفاظت نہیں ہے مگر اللہ کی طرف سے جو غلبہ والا اور بہت معاف فرمانے والا۔

غرض میں **جزم** کرتا ہوں کہ بیشک بنی ہاشم پر زکوۃ **حرام** ہے ، اور بیشک اسی پر **افتا واجب**۔ اور بیشک اس سے عدول ناجائز۔ اور بیشک وہ روایت روایۃً مرجوح اور درایۃً مجروح۔ اور بیشک امام طحاوی اسکے خلاف پر قاطع۔ اور بیشک اُن کی تصحیح جانبِ ظاہرالروایۃ راجع۔ والی اللّٰه الرُّجعیٰ والیه مُناب ، واللّٰه سبحانه و تعالیٰ اعلم بالصواب [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۸۴]

حکم کو پانے میں نظر کی خطا امتی سے مستبعد نہیں

حکم کو پانے میں نظر کا خطا کر جانا تو امتی سے کچھ مستبعد نہیں ، بلکہ بارہا واقع ہوا ہے۔ چنانچہ امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے حسن التعمم میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا

نہانے کی حاجت ہے اور وہاں کچھ لوگ ہیں کہ نہ وہ ہٹتے ہیں نہ اسے آڑ ملتی ہے نہ کچھ باندھ کر نہانے کو ہے تیمّم کرے ـــــ یوں ہی اگر عورت کو وضو کرنا ہے اور وہاں کوئی نامحرم مرد موجود ہے جس سے چھپا کر ہاتھوں کا دھونا اور سر کا مسح نہیں کرسکتی تیمّم کرے [فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۶۱۴]

یہاں ان دو مسئلوں میں علامہ شامی رد المحتار میں یہ سوال لائے

بقی هنا شیء لم یذکره وهو انه هل تجب اعادة تلک الصلوة[رد المحتار ج ۱ ص ۱۱۵]

یہاں یہ مسئلہ صاحب در سے تشنۂ حکم رہ گیا کہ جونماز اُس تیمّم سے پڑھی اُس کا اعادہ واجب ہے یا نہیں؟

پھر جوابًا یہ ذکر کیا

قال فی الحلیة : فیه تامل ، والاشبه الاعادة ، تفریعًا علیٰ ظاهر المذهب فی الممنوع من ازالة الحدث بصُنع العباد اذا تیمم و صلی ...... واستظهر الرحمتی [و الیه رکن المحشی کما یظهَر من ص ۲۴۲ ـــــ جد الممتار ج ا ص ۱۱۲] عدم الاعادة ، قال : لان العذر لم یات من قِبَل المخلوق ، فان المانع لها [ومثلها فیما یظهر الرجل ـ الشامی] الشرع والحیاء ، وهو من اللّٰه تعالیٰ [رد المحتار ج ا ص ۱۱۵]

حلیہ میں کہا اس میں تأمل ہے ، اوراشبہ **اعادہ ہے** ، کہ ظاہرِ مذہب پر متفرع وہی ہے ، یعنی ظاہرِ مذہب کا یہ مسئلہ کہ .... جس پر تحصیل طہارت میں بندوں کے فعل سے رکاوٹ آئے اور وہ تیمّم کر کے نماز پڑھ لے تو جب رکاوٹ ختم ہو اس پر اُس نماز کا پانی سے طہارت کر کے اعادہ کرنا واجب ہے

اورعلامہ رحمتی نے استظہار کیا کہ دونوں مسائلِ بالا میں تیمّم سے نماز پڑھ لینے والے پر **اعادہ نہیں** ہے [اوراسی کی طرف علامہ شامی کا میلان ہے جیسا کہ ص ۲۴۲ سے ظاہر ہے۔ جد الممتار ج ا ص ۱۱۲] اوراس کی تعلیل میں فرمایا کہ یہاں عذر من جهة العباد نہیں ، کیونکہ عورت کو [اوریوں ہی مردکو - شامی ص ۱۱۵] غسل و وضو سے مانع شرع اور حیاء ہیں ، اور یہ دونوں من جانب اللّٰه ہیں جَلَّ مَجْدُهٗ وَ تَعَالیٰ شَانُهٗ

تو یہ ایک محل ہے جہاں علامہ **رحمتی** وعلامہ **شامی** **منع من جھة العباد** **نہیں مان رہے** ہیں ، لہذا **اعادہ** نماز کا حکم **نہیں** دے رہے ہیں

اور **محققِ حلبی** وہاں منع من جھة العباد دیکھ رہے ہیں ، لہذا حلیہ میں **اعادہ** کو **اشبہ** ٹھہرا رہے ہیں

تو یہ نہ کہیں گے کہ علاّ متین رحمتی وشامی نے ظاہرِ مذہب کے مسئلہ کا خلاف کیا ، کہ جہاں منع من جھة العباد تھا وہاں حکمِ اعادہ نہ مانا ــــ نہیں بلکہ انھوں نے وہاں منع من جھة العباد **نہیں جانا** ، اس لیے عدمِ اعادہ کا قول کیا۔

اگر چہ امامِ اہلسنت نے اُن دوحضرات پر معروضہ پیش کرتے ہوئے محلِ مسئلہ کی وہ تقریر فرمائی ہے جس سے ان دومسئلوں میں منع من جھة العباد کھلتا ہے ، اور اسی پر حاشیہ میں یہ فرمایا کہ

[ظاہر یہ ہے کہ اس صورت میں بھی اعادہ کا حکم ہو [حاشیہ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۱۶]]

مگر فاضلَین رحمتی و شامی کو اصل مسئلۂ ظاہرِ مذہب کا خلاف کرنے والا نہیں بتایا ، یہ کہہ کر کہ ــــ انہوں نے اصل مسئلۂ ظاہرِ مذہب پر جو حکم متفرع تھا یعنی اعادہ اُس کا انکار کیا ــــ ہرگز نہیں ، بلکہ ذہول **اگر** اُن حضرات سے ہوا تو صرف یہ کہ ان دومسائلِ بالا میں **منع من جھة العباد کے تحقق** تک نظر **نہیں** پہنچی

تو اصل مسئلۂ ظاہرِ مذہب اُنہیں بیشک مسلّم ہے ، اور پھر اسی پر جو محققِ حلبی اور امامِ اہلسنت کی نظر میں **ظاہراً** متفرع ہے اُس میں وہ دوحضرات جانبِ خلاف کو گئے

اور یہ بھی معلوم ہوا کہ .... ظاہرِ مذہب پر **فقہائے مابعد** جو کچھ **متفرع جانیں** وہ سب ظاہرِ مذہب نہیں ہوجائے گا کیوں کہ ایسا ہو تو وہ حضراتِ فاضلین ظاہرِ مذہب کا خلاف کرنے والے ٹھہریں۔

تو یوں ہی ــــ منع من جهة العباد کا عذر نہ ہونا اگر امرِ اجماعی ہے تو اس پر متفرع ہر مسئلہ اجماعی نہیں ہوجائے گا ــــــ اور کسی صورتِ حادثہ میں جسے ہم بالیقین اصلِ اجماعی پر متفرع ہی جانیں تاہم کسی ذی علم کو منع من جهة العباد نہ ہونے کا دھوکا ہو اور منع من جهة الله ہونے کا **شبہ** اُس کی فہم کو عارض آجائے تو یہ نہیں کہیں گے کہ وہ حکمِ اجماعی کا منکر و مخالف ہے۔

اپنے تفقہ سے استخراجِ حکم میں امامِ اہلسنّت کی خشیت

یہ کیسا مقامِ درس وعبرت ہے کہ نظرِ دقیق وہ پائی کہ اہلِ انصاف کہیں صدیوں تک اس کی نظیر نظر نہ آئی ، پھر اُس امامِ جلیل الشان نے اس مقام پر زنِ پردہ نشین پر عدمِ اعادۂ صلوۃ کا جو حکم اپنے تفقہ اور اپنی نظرِ خداداد سے لکھا اور وہاں منع من جهة العباد کا عدمِ تحقق جانا تو بارگاہِ الٰہی میں خشیت وزاری کا یہ عالم کہ یہ فرمایا

ولا اقول اِنه حكم الله عز وجل ، بل ارجوان يكون حكمَه تعالىٰ ، فَلْيَنظُر فيه العلماء الذين لهم اعين يُبصِرون بها ، ولهم قلوب يفقَهون بها ، والله يهدى السبيل وهو

میں یہ نہیں کہتا کہ یہی حکمِ الٰہی ہے جَلَّ وَعَلا۔ ہاں امید ہے کہ یہی حکمِ الٰہی ہو تَعالیٰ شَانُہٗ۔ تو اس مسئلے میں وہ اہلِ علم غور کریں جو چشمِ بصیرت اور دلِ دانا رکھتے ہیں ۔ اور اللہ ہے سیدھی

حسبی ونعم الوکیل
[فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ٦١٦]
راہ چلانے والا ، وہی مجھے کافی ہے ، اور وہ کیا ہی اچھا کارساز۔

اور کیوں نہ ہو کہ سیدنا عبداللہ ابن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ سے یہ ارشاد آیا ہے

لیس العلم بکثرۃ الروایۃ ، ولکن العلم الخشیۃ [حلیۃ الاولیاء ج ۱ ص ۱۹۷]
علم کثرتِ روایت کا نام نہیں ، بلکہ علم خشیتِ الٰہی کا نام ہے جَلَّ وَعَلَا

دوسری مثال

شیرِ بیشۂ سنت حضرت علامہ حشمت علی خاں عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان نے **عکسی تصویر پر** عریض عرضِ اعتراض کیا۔ اسی ضمن میں فرمایا

[حضرت مخدومی جب فقیر کے غربت کدے پر انھیں مسائل کے متعلق اسی تبادلۂ خیالات کے لیے تشریف لائے تھے تو فرمایا تھا کہ اچھا صاحب! کیا فوٹو کی **حرمت** ایسی ہی **قطعی** ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف کی گنجائش نہیں ہوسکتی ہے؟ ـــــ فقیر نے جوابًا عرض کیا بہت ایسے مسائل ہیں جو مختلف فیھا مابین علمائے اھلسنت ہیں ـــ جیسے لعنِ یزید کا مسئلہ ایمانِ ابی طالب کا مسئلہ اور مزامیر کی حرمت بھی کب قطعیہ ہے اہلسنّت کے درمیان اس میں بھی اختلاف ہوا ہے ، اگر چہ ہمارے نزدیک مزامیر کی حرمت ہی حق وصحیح ہے ـــ **ایسے ہی فوٹو کی حرمت کا مسئلہ بھی مختلف فیھا ہوسکتا ہے**۔ مگر پھر صاف فرمادینا چاہئے ہاں ہم نے ایک فوٹو نہیں کئی فوٹو کھنچوائے ، ہمارے نزدیک فوٹو کھنچوانا حرام نہیں بلکہ جائز ہے]

[ترجمان اہلسنت از پنجم تا دہم ص ۱۳۵]

حالانکہ فتاویٰ امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ میں یہ صاف موجود ہے کہ

حضورسرورِعالم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ذی روح کی تصویر بنانا بنوانا اعزازًا اپنے پاس رکھنا سب حرام فرمایا ، اوراس پرسخت سخت وعیدیں ارشادکیں ، اوران کے دورکرنے مٹانے کاحکم دیا ـــ احادیث اس بارے میں حدِتواتر پر ہیں

[فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۱۴۳]

اوراسی جلد کے نصف آخر میں رسالہ عطایا القدیر کی ابتداء میں ہے

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم نے متواتر حدیثوں میں فرمایا

لا تدخل الملائکۃ بیتًا فیہ کلب ولا صورۃ	رحمت کے فرشتے اُس گھر میں نہیں آتے جس میں کتا یا تصویر ہو [فتاویٰ رضویہ ج ۹ ص ۴۷]

اس کے باوجود حضرت شیر بیشۂ سنت کا یہ فرمانا کہ

[فوٹو کی حرمت کا مسئلہ بھی مختلف فیھا ہوسکتا ہے [ترجمان اہلسنت ازپنجم تادہم ص ۱۳۵]]

باوجود یکہ رسالہ عطایا القدیر کوآپ دیکھ چکے ہیں ، جیسا کہ حاشیہ میں خود فرمایا ہے ـــــ

مزید برآں یہ بھی نقل کیا ہے کہ

حضوروالا نے مرشدِ برحق سیدنا اعلیحضرت قبلہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کی کتابِ مستطاب عطایا القدیر فی حکم التصویر میں ملاحظہ فرمایا ہی ہوگا ـــ غضب تو یہ ہوگیا کہ حضوروالا کے مریدین ومعتقدین یوں کہنے لگے کہ تصاویر اگر **جائز نہ ہوتیں** تو یہ حضرات اپنی تصاویر کیوں **کھنچواتے؟**......... یہ اشاعت **جائز** ہے یا **نہیں**۔ **دوسری صورت** میں اپنے مریدین ومعتقدین کو **غلط فہمی** سے بچانے کے لیے رجوع صحیح شرعی شائع ہونا ضروری ہے یانہیں؟ [مختصرًا حاشیہ ترجمان اہلسنت ازپنجم تادہم ص ۱۳۶ ، ۱۳۷]

تو وہاں وہ فرمانا [کہ مختلف فیھا ہوسکتا ہے] اور یہاں یہ کہ اَتباع کے **جائز سمجھنے** پر حکمِ گمراہی نہ دینا ــــ ضلالت وبددینی کچھ نہ کہنا ــــ بلکہ بصورتِ ثانی صرف اُن کی **غلط فہمی** ٹھہرانا ــــ آخر یہ سب کیا ہے؟ اس **قدر محتاط رَوِی** آخر کیوں ہے؟

کیا انھیں دین وسنیت کا درد نہ تھا؟...... **قوم وملت** کا خیال نہ تھا؟...... سب کچھ تھا ــــ مگر جانتے تھے کہ درد وہی **درد** ہے اور خیال وہی **خیال** جو **اسلاف** اور **امامِ اہلسنّت** کی **رَوِش** کی **اِتّباع** میں ہو۔

دربارۂ **تصویرِ عکسی** تحریم بہ **اجماعِ** قطعی ہوتی یا آثارِ متواترہ **قطعی الدلالۃ** بھی ہوتے کہ یوں بھی ضرور **اجماعِ** قطعی ہوتا تو خلاف کے امکان کی گنجائش کا باب مسدود ہوتا اور امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ اس کی حرمت کو صرف **یقینی** کہنے پر اکتفاء نہ کرتے ، بلکہ صاف اجماعی تحریر فرماتے ــــ جس طرح نقشۂ روضۂ مبارکہ کے جوازکو اجماعی فرمایا ہے۔ چنانچہ دیکھئے رسالہ مبارکہ شِفاءُ الْوالِہ ، کہ

> جس طرح اُن [ذی روح کی] تصویروں کی حرمت **یقینی** ہے یوں ہی اس [نقشۂ روضۂ مبارکہ] کا جواز اجماعی ہے [فتاوٰی رضویہ ج ۹ ص ۱۴۷]

اور نقشۂ روضۂ مبارکہ کے جواز کو جو اجماعی فرمایا ، تو اجماع کیونکر معلوم ہوا؟...... اس کو بھی صاف صاف بتادیا کہ

> ائمۂ مذاہبِ اربعہ وغیرہم نے اس کے جواز کی تصریحیں فرمائیں ، تمام کتبِ مذاہب اس سے مَملو ومَشحون ہیں۔ [فتاوٰی رضویہ ج ۹ ص ۱۴۷]

ہاں جو تصویر سازیِ جاندار کی حِلّت کا **مطلق** قول کرے ایسے کی

امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے تفصیل فرمائی ہے۔ چنانچہ سائل نے پوچھا
[تصویر کا بنانا جائز ہے یا نہیں ، اور جائز کرنے والے پر کیا حکم ہے ؟]
جواب میں فرمایا

[جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے۔ جو اسے جائز کہے شریعت پر افتراء کرتا ہے گمراہ ہے مستحقِ تعزیر وسزائے نار ہے [فتاویٰ رضویہ نہم نصف آخر ص ۲۴۷]]

●

معہذا حضرت شیر بیشۂ سنت تو امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ سے مسئلۂ تحریمِ تصویر میں ایک شبہ کے ازالہ کے لیے بنفسِ نفیس سائل ہو کر جواب حاصل کر چکے ہیں ، چنانچہ الملفوظ میں حضرتِ مُؤَلِّف عالی ہمم سیدی شاہ مصطفیٰ رضا [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمْ] اپنے توضیحی بیان کے ساتھ عرض وارشاد نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں

[**مؤلّف** :- مولوی حشمت علی صاحب قادری رضوی لکھنوی سَلَّمَہٗ کے دل میں یہ خیال آیا کہ قرآنِ عظیم میں ''یَعۡمَلُوۡنَ لَہٗ مَایَشَآءُ مِنۡ مَحَارِیۡبَ وَتَمَاثِیۡلَ'' ہے یعنی سیدنا سلیمان عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لیے جن اُن کی حسبِ منشا محرابیں اور تصویریں بناتے تھے ـــــ اور یہ ثابت ہے کہ اگلی شریعتوں کو جب رب عَزَّ وَجَلَّ بغیر انکار کے بیان فرمائے تو وہ احکام ہمارے لیے بھی ہوتے ہیں ، اور تصویروں پر قرآنِ عظیم میں انکار نہ فرمایا ، اور جن احادیث سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ سب آحاد ہیں ، تو قرآن عظیم کو منسوخ نہیں کر سکتیں۔
یہ شبہہ دل میں لئے ہوئے حاضرِ خدمت ہوئے اور **عـــرض** کیا

حضورِ والا حرمتِ تصاویر متواتر ہے؟

ارشاد:۔ہاں حرمتِ تصاویر متواتر ہے ، مگر وہ احادیث جن سے حرمت ثابت ہوتی ہے وہ سب فرداً فرداً آحاد ہیں ، مگر مجموعہ سے حرمت متواتر ہو جاتی ہے ، تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ حرمتِ تصاویر کی حدیث مُتَوَاتِرُ الْمعنیٰ ہے ، اور حدیثِ مُتَوَاتِرُ الْمعنیٰ قرآنِ عظیم کو منسوخ کر سکتی ہے ، جیسے ایسی احادیث نے

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَايَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ [پ ۲۲ ع ۸ آیت ۱۳]	اس کے لیے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں۔

[کے حکم] کو منسوخ کر دیا

[الملفوظ حصہ ۴ صفحۂ بالا ۶۳ صفحۂ ذیلی ۳۹۴ قادری کتاب گھر بریلی]

پھر **یہاں** دربارۂ مسئلۂ **تصویر عکسی** یہ فرماتے ہیں

"**مختلف فیہا ہوسکتا ہے** ، **گمانِ جواز** اتباع کی **غلط فہمی** ہے "۔

تو کچھ تو **دقائق** ہیں اسلاف اور امامِ اہلسنّت کے ارشادات سے حضرت شیر بیشۂ سنت کی نظر میں جن کی مراعات سے آپ نے **حکم میں احتیاط پر** مشی فرمائی

تیسری مثال

ندوہ کے نعرۂ اصلاح وترقی کے اندر جو زہر فتنے روپوش تھے امام اہلسنت اور حضرت تاج الفحول قُدِّسَ سِرُّهُمَا نے روزِ اول ہی اپنی فراستِ ایمانی سے دیکھ لیے ....

مگر حکم بر اشخاص میں یہ احتیاط کہ

> جو اعتراض خاص خاص اکابرِ ندوہ کی ذات سے متعلق تھا اُسے پیرایۂ **تاویل** میں ظاہر فرمایا [سرگذشت وماجرائے ندوہ ص ۴۱]

اسی کے حاشیہ ص ۸۲ میں ہے

> ناظم صاحب کی پت رکھنے کو فرمایا ــــ ''غالبًا ناظم علیل تھے روداد کسی اور نے لکھی اور ان کی طرف منسوب ہوئی'' ــــ

یہ اُس شخص کے متعلق امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی روشِ احتیاط تھی جس پر ندوہ کی رَ ینی کچھ ایسی چھائی کہ بالآخر فتاوی الحرمین میں **۱۳۱۷ھ** میں امامِ اہلسنت اور علمائے حرمین شریفین شَکَرَ اللّٰہُ مَسَاعِیَھُمُ الْجَمِیْلَةَ نے انہی ناظمِ ندوہ مولوی محمد علی پر یہ تحریر فرمایا

> ناظم کے نزدیک عقائدِ اہلِ سنت علمِ دین سے خارج ہیں ، ان کا بتانا ہدایت ہی نہیں ، ان میں عوام جو چاہیں اعتقاد کرلیں ، کچھ پروا نہیں۔ ناظم نے خارجیوں معتزلیوں کا عقیدہ مانا ، آیاتِ قرآنیہ کی تکذیب کی۔ ناظم نے ایک بدعتِ کفریہ والے کو بزرگِ اسلام کہا ، دوسرے کو حکیمِ امت لکھا۔ **یہ ناظم کے کلماتِ کفریہ ہیں**۔ حضرت **ناظم** صاحب ہالک **گمراہ ہیں** ، سنت واہلِ سنت کے بدخواہ ہیں ، ضال مضل دھوکہ باز فریبی ، حرام کنندۂ فرضِ قطعی ، محکومِ نفس وشیطاں ، مخالفِ شرع خائنِ مؤمناں ، جناب ناظم صاحب آپے سے گذر کر اُڑ چلے ، اور دینِ حق کی انتہا درجہ کی مخالفت پر تُلے [فتاوی الحرمین ص ۱۳، ۱۴]

نیز **۱۳۲۰ھ** میں اَلْمُعْتَمَدُ الْمُسْتَنَد میں یہ تحریر فرمایا

وعَدَّ ناظمها محمد علی الکانفوری کلَّ رُؤوس الضلالة من الروافض و الوهابية والنيشرية وغيرهم من كبراء دينه ، وحرَّم الردَّ عليهم ، وجعل خلافَهم كالخلاف بين الائمة الأربعة ، و عَتَوْا عُتُوًّا كبيرا ، فصرّحوا فی كتبهم أن الكل على الحق ، وأن الله تعالىٰ راضٍ عنهم جميعا ، وينظُرُ اليهم بنظَرٍ سَواء ، الى غير ذلك من الكفريات والضلالات [المعتمد ص ۲۱۸]

ناظمِ ندوہ محمد علی کانپوری نے تمام سردارانِ گمراہی رافضی وہابی نیچری وغیرہ کو اپنے دینی بزرگ شمار کیا ان کے رد کو حرام کہا ان کے خلاف کو ائمۂ اربعہ کے خلاف جیسا ٹھہرایا ، یہ فرقۂ ندویہ بڑی سرکشی پر آیا اپنی کتاب میں صاف لکھ دیا کہ ــــ ''سب فرقے حق پر ہیں اور اللہ تعالیٰ سب سے راضی ہے اور سب کو ایک نظر سے دیکھتا ہے'' ــــ اور بھی ایسے کفریات وضلالات صاف صاف بک دیئے

پھر ۱۳۳۶ھ میں فتاویٰ میں یہ فرمایا

رہا سابق ناظمِ ندوہ مولوی محمد علی کانپوری کے عقیدے سے استفسار ، ایامِ نظامت میں ، ان صاحب کے اقوالِ ضلال اور حمایتِ کفار و تعظیمِ مرتدین و بدخواہیِ اسلام و مسلمین واضح و آشکار ، اور حرمین طیبین کے مبارک فتاویٰ مُسَمّٰی بہ فَتاوَی الْحَرَمَیْن بِرَجْفِ نَدْوَةِ الْمَیْن سے طشت از بام ہو چکے تھے۔

اب بحکمِ الذَّنْبُ یَجُرُّ الذنبَ والمَرْأُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ دیوبندیوں سے ان کا اتحاد مسموع ہوا ، بلکہ دیوبندیوں کے ساتھ علمائے اہلسنت کے مقابلہ پر آنا اور حسبِ عادت ضعُف الطالب والمطلوب مولیٰ ومشیر سب کا فرار فرمانا ، یہ اگر ہے تو چیز دیگر ہے۔

اوراس کا امتحان بِفَضۡلِہٖ تَعَالیٰ علمائے کرام حرمین شریفین کے دوسرے فتاویٰ مبارکہ مُسَمّٰی بہ حُسَامُ الۡحَرَمَیۡن عَلیٰ مَنۡحَرِ الۡکُفۡرِ وَالۡمَیۡن نے بہت آسان کردیا۔ یہ فتویٰ پیش کیجئے۔ جو صاحب بکُشادہ پیشانی ارشادِ علمائے حرمین شریفین کو .... کہ عین اصلِ اصولِ ایمان کے بارے میں ہے ، اور جس کا خلاف کفر ہے .... قبول کریں فَبِھَا ، ورنہ خود ہی کھل جائے گا کہ مِنۡھُمۡ ہیں ۔ اور پھر وہی فتوائے مبارکۂ حرمین طیبین بتا دے گا کہ مَنۡ شَکَّ فِیۡ کُفۡرِہٖ فَقَدۡ کَفَرَ یعنی گنگوہی وتھانوی و امثالُھما واَذنابُھما کے ان کفروں پر مطلع ہوکر جو ان کے کفر میں شک کرے خود کافر ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم

یہ ہے وہ امرِ حق کہ بعدِ سوال حفظِ دینِ عوامِ اہلِ اسلام کے لیے جس کا اظہار ہم پر فرض تھا جس کا عہد ہم سے قرآنِ عظیم وحدیثِ نبی کریم عَلَیۡہِ وَعَلیٰ آلِہِ الصَّلوٰۃُ وَالتَّسۡلِیۡم نے لیا۔ ورنہ ناظم صاحب ہمارے قدیم عنایت فرما ہیں ، اور دین و مذہب سے جدا کر کے ہم انہیں ایک معقول آدمی جانتے ہیں۔

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۲۲۶ مترجم ج ۲۷ ص ۵۷۹]

پھر ۱۳۲۸ھ میں جب سائل نے استفسار کیا کہ

مولوی محمد علی سابق ناظم ندوہ جن کے بابت ان کے پیر بھائی نے مجھ سے کہا کہ وہ اب سابق افعال وکوششِ متعلقِ ندوہ سے تائب ہوگئے ہیں۔

اس کے جواب میں امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے یہ فرمایا

مولوی محمد علی صاحب خیالاتِ سابقہ سے تائب نہ ہوئے [ایضاً ج ۶ ص ۱۴۱ مترجم ج ۱۴ ص ۶۵۷]

●

خیر ـــــ اس سے مقصود محض در بارۂ حکم احتیاط ملحوظ رکھنے کی روشِ اسلاف دکھانا تھا۔ باقی جرأت و جسارت کے ساتھ تصویر میں ابتلاء کرنے والے بے خوف نہ ہوں۔ اپنی نیت وہ خوب جانتے ہیں۔ اور اللہ اُن کے دلوں کی حالتوں سے خبردار ہے۔

[شرع نے تصویر حرام فرمائی ، اور کسی طریقۂ ساخت کے ساتھ حکم کو مقید نہ فرمایا نہ کسی خصوصیتِ طریقہ کو اُس میں دخل ، نہ فوٹو بے اس کے عزم وفعل وحرکات کے خود بخود بن سکے۔ دستی و عکسی میں صرف تخفیفِ عمل کا فرق ہے ـــــ جیسے پیادہ اور ریل۔ جہاں جانا شرعًا حرام ہے ، پیادہ وریل دونوں یکساں ہیں ، وہ نہیں کہہ سکتا کہ اس میں مجھے پاؤں کو حرکت دینی نہ پڑی ، نہ منزل منزل ٹھہرتا گیا ـــــ بالجملہ تصویرِ عکسی ودستی کے بنانے رکھنے سب باتوں کے احکام قطعًا ایک ہیں ، اور فرق کی کوئی وجہ نہیں۔

عرف ہی کو دیکھے کیا جو تصویر بنانی عرفًا توہین یا بے حیائی اور قانونی جرم ہے وہ عکسی بنا سکتا ہے؟ اور وہی عذر کر سکتا ہے؟ کہ بے قلم وروشنائی اور بے ہاتھ لگائے بنائی ؟........ ہرگز نہیں۔ تو ظاہر ہوا کہ عکسی ہونے سے تصویر کے مقاصد میں کچھ فرق نہیں آتا ، بلکہ بسا اوقات کچھ زیادت ہی ہو جاتی ہے ، اور شئ اپنے مقاصد ہی کے لحاظ سے ممنوع یا مشروع ہوتی ہے۔ کما لا یخفیٰ . واللّٰہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم [فتاویٰ رضویہ نصف آخر ج ۹ ص ۱۰]

آئینے میں جو صورت نظر آتی ہے اُس کے متعلق دو قول ہیں **انطباع** اور **انعکاسِ شعاع** ـــــ انطباع یعنی آئینے میں صورت کا چھپنا۔ اور انعکاس یعنی دیکھنے والے کی شعاعِ بصری کا آئینے پر پڑ کر واپس ہونا ـــــ امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اَلْکَشْفُ شَافِیا میں اس طرف اشارہ کیا جہاں یہ فرمایا کہ

حکموا ان بروية فرج المَرأة فی المِرأة بشهوة لا تثبُت حرمة المصاهرة ، لانه لَم یر فرجها ، بل مثاله ، وهو مبنیّ علی القول بالانطباع ، دون انعکاس الشعاع ، والّا لکان المرئیّ نفس الفرج ، لا خَیاله [فتاویٰ رضویہ نصف آخر ج ۹ ص ۱۸]

جس طرح آئینے سے متعلق دو قول ہیں **اول**:۔ آئینے میں صورت کا انطباع **دوم**:۔ شعاعِ بصری کا انعکاس ـــــ یوں ہی آنکھ سے متعلق بھی دو قول ہیں ① آنکھ سے خروجِ شعاع ② دوسرا آنکھ میں صورت کا انطباع۔ چنانچہ حَیَاۃُ الْمَوَاتِ فِیْ بَیَانِ سَمَاعِ الاَمْوَات میں فرمایا

> رویتِ عامّۂ اَموات میں ہماری اس سے کوئی غرض متعلق نہیں کہ وہ اِنہیں آنکھوں سے دیکھیں ، اِنہیں **آنکھوں سے خروجِ شعاع** یا **انہیں کے لوح میں صورت کا انطباع** ہو۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۳۸ ، مترجم ج ۹ ص ۸۲۷]

اسی انطباعِ صورت در چشم کے قول پر وہ آئینے میں انطباعِ صورت کا قول متفرع ہے۔ کہ جب آنکھ میں سامنے کی چیزوں کی صورت چھپنے سے ان چیزوں کا علم ہونا مانیں تو چیز اگر آنکھ کے سامنے نہ ہو بلکہ آئینے کے سامنے اور اس کے پسِ پشت ہو اس صورت میں اگر چیز کی صورت آئینے میں چھپی نہ مانیں تو آنکھ میں چیز کی صورت کہاں

سے آئے گی؟......حالانکہ آتی ہے ، تو ماننا پڑے گا کہ آئینے میں چیز کی صورت چھپی ، اور وہی آئینے سے آنکھ میں بھی آ کر چھپی ــــ جس طرح خود وہ چیز سامنے ہو تو اُس چیز سے اُس کی صورت آنکھ میں آ کر چھپتی ہے ــ **خلاصہ یہ کہ آنکھ میں انطباعِ صورت مانیں تو آئینے میں انطباعِ صورت مانے بغیر چارہ نہیں**۔

رہا جب آنکھوں سے خروجِ شعاع مانیں یعنی آنکھ سے شعاعیں نکل کر چیز پر پڑتی ہیں اس سے وہ چیز نظر آتی ہے اور معلوم ہوجاتی ہے ، اور شفیف اَجرام کا قاعدہ ہے کہ نگاہ اُن پر پڑ کر پلٹتی ہے .... جیسے سورج کے سامنے آئینہ رکھ دیں تو سورج کی شعاعیں آئینہ پر پڑ کر پلٹتی ہیں اور قریبی گھر کے در و روزن سے سقف و دیوار تک پہنچتی ہیں ، انطباع درچشم کے قائلین کو بھی اس سے انکار نہیں ہوسکتا .... تو آنکھوں سے نکلنے والی شعاعیں بھی آئینے پر پڑ کر پلٹیں گی اور واپسی میں جو چیزیں سامنے پڑیں وہ نظر آئیں گی تو خود اصل چیز ہی نگاہ کے سامنے ہوئی ، نہ کہ اُس کی شبیہ و مثال ــــ **خلاصہ یہ کہ** .... **آنکھوں سے خروجِ شعاع ماننے** پر شفیف اجرام کے قاعدۂ مُشاہَد سے **آئینے میں انعکاسِ شعاع** کا **قول ماننا پڑے گا**۔

چنانچہ شرحِ مواقف میں جو ہے کہ

الادراک بالبصر یتوقف علی امورٍ ثلثة ، مواجهة البَصَر	دیکھ کر جاننے کا مدار تین امور پر ہے ① نگاہ کا روبرو ہونا

اس کے تحت امام اہلسنّت نے فرمایا

للمُبصَر نفسه اوشَبَحِه المنطبع فی نحو مِرْأة علی	یعنی نگاہ خود قابلِ دید چیز کے روبرو ہو ، یا قابلِ دید چیز کی آئینے وغیرہ میں چھپی شبیہ کے روبرو ہو

القول بالانطباع | ـــ یہ دوصورتیں قول بالانطباع پر ہیں

[یعنی جبکہ یہ مانیں کہ آنکھ میں صورت چھپتی ہے اُن چیزوں کی جو آنکھ کے سامنے پڑیں]

اَمّا علی القول بخروج الشعاع | رہا قول بہ خروجِ شعاع پر

[یعنی جب یہ مانیں کہ آنکھ سے شعاعیں نکل کر سامنے کی چیزوں پر پڑتی ہیں جس سے وہ نظر آتی ہیں]

فمُقابَلة المبصَر | تو قابلِ دید چیز بہر دوصورت

حاصلة فی الوجهین | نگاہ کے سامنے ہوگی

[یا تو براہِ راست جبکہ آئینے کے توسط سے نہ دیکھے یا]

لِاَجْل الانعکاس | بوجہِ انعکاس

[جبکہ آئینے کے توسط سے دیکھے ، کہ یوں بھی نگاہ قابلِ دید چیز کی شبیہ ومثال کے روبرو نہیں

بلکہ خود قابلِ دید چیز ہی کے روبرو ہوگی ، مگر سطحِ آئینہ سے واپس پلٹ کر۔]

اقول :- ومَیل ائمتنا الفقهاء الی القول بالانطباع هو ان یقولوا کون الْاِبصار به ، وذلک بانهم صرّحوا ان الرجل اذا رأیٰ فرج امرأة ، وهی فی الماء ، تثبُت حرمة المصاهرة ، ولو رأیٰ فرجها فی الماء ، لا منه ، وهی خارجة ، لم تثبُت ، لانه علی

اقول :- ہمارے ائمۂ فقہاء کا رجحان قول بالانطباع کی طرف ہے۔ یعنی ان کے نزدیک .... دیکھنا انطباعِ صورت درچشم کے سبب ہوتا ہے ....کیونکہ انہوں نے صراحت فرمائی ہے کہ ـــ مرد نے اُس عضوِ زن کو دیکھا جس پر نظر مُوجِبِ حرمتِ مُصاہَرت ہے جبکہ وہ پانی میں تھی تو حرمتِ مصاہرت ثابت ہو جائے گی ، کہ اُس نے اُس عضوِ زن ہی کو دیکھا ...... اور اگر وہ پانی سے باہر تھی اور یہ بھی باہر اور پانی میں اُس عضوِ زن کو دیکھا

الاول رأى فرجها ، وعلى الثاني انما رأى شَبَحه ، لانفسَه ، كما في الخانية وغيرها ، فلو قالوا بالانعكاس لكان رأى نفس الفرج في الصورتين ، فَلْيُحفظ ، فاني لم اَرَ مَن نبّه عليه ، ثم رأيت المحقق نبّه عليه في فتح القدير ، ولِلّٰهِ الحمد ١٢ منه [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۳۳۱ ، مترجم ج ۹ ص ۸۵۵]

تو حرمتِ مصاہرت ثابت نہ ہوگی ، کہ اُس نے عینِ عضو کو نہ دیکھا بلکہ اُس کی شبیہ ومثال کو دیکھا ـــــــ ایسا ہی فتاوی خانیہ وغیرہ میں ہے۔ تو فقہاء اگر انعکاس مانتے [یعنی شعاعِ بصری کا آئینے پانی وغیرہ پر پڑ کر واپس ہونا] تو دونوں صورتوں میں مرد کی طرف سے عینِ عضو کا دیکھنا مانتے ـــــــ اسے یادرکھنا چاہئے ، اس لیے کہ میں نے نہ دیکھا کسی نے اس پر تنبیہ کی ہو ـــــــ پھر حضرت محقق کو دیکھا ، کہ انھوں نے فتح القدیر میں اس پر تنبیہ فرمائی ہے۔ اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے۔

فتح القدیر میں جو فرمایا وہ یہ ہے

النَّظَر من وراء الزُّجَاج الى الفرج محرّم ، بخلاف النظَر من المِرآة ، ولو كانت في الماء فنظَر فيه فرأى فرجها فيه تثبُت الحرمة ، ولو كانت على الشَّطِ فنظَر في الماء فرأى فرجها لا يحرم ، كأنّ العلة

اگر شیشے کے پار سے دیکھا تو یہ حرمتِ مصاہرت لائے گا ، آئینے میں دیکھا تو نہیں ـــــــ اگر وہ پانی میں تھی اور اس نے پانی ہی میں نظر ڈالی اور پانی ہی میں اس عضو کو دیکھا تو حرمت ثابت ہو جائے گی۔ اگر باہر کنارے پر تھی اس نے پانی میں نظر کی اور دیکھا تو حرمتِ مصاہرت نہیں آئے گی گویا علت واللہ تعالیٰ اعلم یہ ہے

واللّٰہ أعلم أن المرئی فی المِرآۃ مثالُہ لا ھو ، وھذا ینفِی کونَ الابصار من المِرآۃ ومن الماء بواسطۃ انعکاس الأشِعّۃ ، واِلّا لرآہ بعینہ ، بل بانطباع مثل الصورۃ فیھما

[مختصرًا فتح القدیر ج ۳ ص ۲۱۵]

کہ آئینے میں جونظر آیا وہ نقل ومثال ہے ، عین نہیں۔

یہ اس بات کو مقتضی ہے کہ آئینے اور پانی سے دیکھنا انعکاسِ شعاع کی راہ سے نہیں ہوتا ، کہ ایسا ہوتا تو آدمی عینِ شیٔ کو دیکھتا ، بلکہ وہ دیکھنا آئینے اور پانی میں صورت منطبع ہونے کے سبب ہوتا ہے

اب آئینے سے اگر انعکاسِ شعاع مانو جب تو آئینے میں کچھ ہے ہی نہیں۔ شعاعِ بصری آئینے سے ٹکرا کر پلٹی اور ذی صورت پر پڑی تو ذی صورت نے اپنی ہی شعاعِ بصری سے اپنے آپ کو دیکھا۔ امامِ اہلسنت قُدّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

شفیف اجرام کا قاعدہ ہے کہ شعاعیں اس پر پڑ کر واپس ہوتی ہیں۔ ولہذا آئینہ میں اپنی اور اپنے پسِ پشت چیزوں کی صورت نظر آتی ہے۔ کہ اُس نے اَشِعّۂ بَصَر کو واپس پلٹایا ، واپسی میں نگاہ جس جس چیز پر پڑی نظر آئی۔ گمان ہوتا ہے کہ وہ صورتیں آئینے میں ہیں ، حالانکہ وہ اپنی جگہ ہیں ، نگاہ نے پلٹتے میں انھیں دیکھا ہے۔ ولہذا آئینے میں دہنی جانب بائیں معلوم ہوتی ہے ، اور بائیں دہنی۔ ولہذا شیٔ آئینے سے جتنی دور ہو اُسی قدر دور دکھائی دیتی ہے ، اگرچہ سوگز فاصلہ ہو ، حالانکہ آئینہ کا دَل جَو بھر ہے۔ سبب وہی ہے کہ پلٹتی نگاہ اُتنا ہی فاصلہ طے کر کے اُس تک پہنچتی ہے

[فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۵۴۹ مترجم ج ۳ ص ۲۴۰]

جدید تصویر ساز **آلہ جات** ایسے نہیں کہ آئینے کی طرح ان پر آنکھ کی شعاعیں پڑ کر واپس پلٹتی ہوں اور واپسی میں جن چیزوں پر پڑتی ہوں وہ چیزیں نظر آ جاتی ہوں ـــــ ہرگز نہیں ـــــ بلکہ ان میں تصویریں بنتی ہیں اور وہی دیکھنے والے کو نظر آتی ہیں تو ان کا **آئینے پر قیاس باطل ہے**۔

اور اگر انطباع لو تو آئینے میں جو صورت چھپتی ہے وہ ذی صورت کے عزم و فعل و حرکات سے نہیں چھپتی۔ ذی صورت اگر آئینے کے سامنے جائے اور اسی قصد سے جائے کہ صورت نظر آئے تو اس کے عزم و فعل کا جو کچھ دخل ہے آئینے کی مُحاذات حاصل ہونے میں ہے۔ باقی صورت اگر آئینے میں چھپی تو اِس کے عزم و فعل سے نہیں چھپی۔ کیونکہ وہ اگر صورت دیکھنے کا قصد نہ کرے اور نہ اس قصد سے آئینے کی محاذات میں آئے، مثلاً آئینے کا طول و عرض معلوم کرنے آئینے کی صفائی ستھرائی دیکھنے کے قصد سے آئینے کی محاذات میں آئے تو بھی آئینے میں صورت ضرور چھپے گی ـ تو واضح ہوا کہ ـ آئینے میں صورت کا چھپنا ذی روح کے عزم و فعل سے نہیں ہے۔

جدید تصویر ساز آلہ جات ہزار خودکار ہوں تاہم اُن کے آغازِ کارکردگی یعنی تصویر سازی میں عزم و فعلِ انسانی بیشک ہے۔ اور وہ عزم ضرور اِسی کا ہے کہ تصویر بنے۔ اور فعل و حرکات قطعاً اسی غرض سے ہیں کہ تصویر اُترے۔ اور یہ عزمِ بشری اور یہ فعل و حرکاتِ انسانی اگر نہ ہوں تو وہ خودکار آلے بےکار رہیں، اور معطل رہیں، ایک نقطے کی بھی صورت نہ بنا سکیں

شعاعیں بالفرض جوں کی توں محفوظ ہی کر لیں اگر کر سکیں تاہم ان آلہ جات میں خودکار یا غیر خودکار آلے کے ذریعہ شعاعوں کو ارتسامِ صورت کی غرض سے اپنے فعل اختیاری ہی سے ڈالیں گے ، اور اِن آلہ جات کو بھی یا صرف ابتدائی مرحلہ میں یا بار بار اسی قصد و عزم سے چالو کریں گے کہ شعاعوں سے ان میں ارتسامِ صورت ہو ، اور تصویر نظر آئے۔ **تو یہ ارتسامِ صورت ضرور عزم وفعلِ انسانی سے** ہوگا ، اور امامِ اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا وہ فرمانا صادق آئے گا کہ

[نہ فوٹو بے اس کے عزم وفعل وحرکات کے خود بخود بن سکے]

اور اس کا وہی حکم بھی جو امامِ اہلسنت نے تحریر فرمایا کہ

[شرع نے تصویر حرام فرمائی اور کسی طریقۂ ساخت کے ساتھ حکم کو مقیَّد نہ فرمایا نہ کسی خصوصیتِ طریقہ کو اُس میں دخل۔ [فتاویٰ رضویہ نصف آخر ج ۹ ص ۱۰]]

●

اکابرو اسلافِ اہلسنت میں محبت واُخُوّت ومُراعات کا جذبۂ مخلصانہ اور شہزادگانِ امامِ اہلسنت کی طرف سے بپاسِ شرع اہلِ علم صاحبانِ نظر علمائے اہلسنت کی مُراعات اور حفظِ قدر ومنزلت وعزت ووقار پر روزِ اول ہی سے لحاظ جیسا رہا معلوم ہے۔

اگر بعض اکابر علمائے اہلِ سنت نے ''لیگ'' کے ذریعہ مسلمانانِ اہلِ سنت کے دین وجان ومال کا تحفظ چاہا بنظرِ خویش اس ظن ظاهر الآثار پر کہ اس کے سوا بروقت کوئی اور سبیلِ تحفظ نہیں اور شہزادگانِ امامِ اہلِ سنت نے .... شرکت و حمایتِ لیگ کو حرام وناجائز سمجھنے اور صاف تحریر فرمادینے کے باوجود .... ان حضراتِ علماء کے ساتھ مُراعات برتی اور انہیں **تضلیل** و **تفسیق** کسی **حکم** یا **الزام** کے تحت لانا ہرگز ہرگز **پسند نہیں کیا** یہ ضرور خطا سے مُبَرَّاء اور صحیح وصواب ہے۔ اس کے لیے نظرین عالیین میں اسلاف وامامِ اہلِ سنت کے ارشادات ہیں اور امامِ اہلِ سنت کا عملی برتاؤ بھی۔ جیسا کہ فتاویٰ حامدیہ و دوامغ الحمیر وغیرہ سے ظاہر ہے۔

حضرت شیر بیشہ سنت کا اسے شرکت وحمایتِ لیگ کے الزام کے دائرے میں لانا وہ یوں ہوا کہ آپ کا دستِ فہم اسی تک مُـؤَدّی ہوا وبس۔ **وسیع نظرِ تفقُّہ** اور مصالحِ اسلام ومسلمین کا **درکِ غائر** حصۂ **اکابر** ہے۔

مَعُھٰذا حضرت شیر بیشہ سنت نے اکابر پر جو لکھا اُس میں کسی کی تضلیل یا تفسیق ہرگز نہیں کی ہے ، مُراعات ہی برتی ہے ، پیرایۂ سوال میں کچھ حاضر کیا ہے ، اور حد سے

حدالزام ہے ، **وبس**۔ اوراس سے بھی گذر کر اکابر سے **صلح** فرمائی ہے۔

اس پر شاہدِ عدل وقاضیِ فصل حضور سیدی **مفتیٔ اعظم** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۂ کا وہ **بیان** ہے جو ترجمانِ اہلسنت ج دوم حصہ اول دوم مسمّٰی بنام تاریخی **احکامِ دینیہ ضروریہ** ترتیب وترصیف جناب ملک نیاز احمد صاحب قادری رضوی خطیب مسجد بزریہ کرنیل گنج کانپور میں ص ۴،۳ پر بالاعلان شائع ومشتہر ہوا ، اوروہ یہ ہے

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیۡهِ وَسَلَّمَا

حضرت مولٰنا مولوی محمد مصطفےٰ رضا خانصاحب قبلہ (مفتیٔ اعظم ہند) دامت برکاتھم العالیہ کامُبارک **بیان**

بَشارتِ عُظمیٰ

یَامَعۡشَرَالسُّنَّةِ لَکُمُ	اے جماعتِ اہلسنت !
الۡبُشۡرٰی	تمہارے لیے خوشخبری ہے
فِی الدُّنۡیَا وَالۡاُخۡرٰی	دنیا اورآخرت میں اس ارشادِ
بِحَقِّ	ربانی کے صدقے کہ
﴿ لَهُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَةِ ﴾ [الآیة] [پ ۱۱ ع ۱۲ آیت ۶۴]	﴿انھیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں﴾ [کنزالایمان]

الحمد للّٰہ تعالیٰ بموقع عرسِ اعلٰیحضرت قُدِّسَ سِرُّهُ الۡعَزِیۡز نعمتِ **صلح** واتفاق

سے خُر سند دل ہوئے ، برسہا برس کے بچھڑے ہوئے دل مل گئے ، اصلاحِ ذاتِ بَیْن بروجہِ کامل ہوئی ، تنافُر اور تباغُض کا فور اور مَوَدَّت حاصل ہوئی ، جسے جس کے ساتھ **بدگمانی** تھی اور جس کسی کو **غلط فہمی** تھی وہ **زائل** ہوئی ، اطمینانِ قلب کے لیے بعض **تحریریں** ہوئیں ، **یہ ہوتے ہی اس طرح ایک دوسرے سے مل گئے جیسے کبھی جدائی ہوئی نہ تھی**۔

مولیٰ تعالیٰ اس **اتفاق** کو روزافزوں ترقی عطا کرے ، یہ میل ہمیشہ ہمیشہ رہے ، دشمنوں کی نظرِ بد سے محفوظ رہے۔

جناب حاجی ابوبکر احمد ریشم والے ناظم اعلیٰ انجمن تبلیغ صداقت و جناب حاجی نور محمد عبد الستار پٹیل صدر انجمن صداقت ساکنانِ بمبئی کی مَساعیِ جمیلہ مشکور ہوئیں۔ مولٰینا حشمت علی صاحب سَلَّمَہٗ اور کچھوچھہ شریف ومراد آباد و سنبھل کے حضرات کے درمیان صفائی ہوگئی۔ ہم میں آپس میں کسی کی کسی سے کوئی لڑائی نہ رہی۔

مسلمان اس خبر سے مسروور ہوں ، اور دعائے خیر کرتے رہیں کہ بعض حضرات جو باقی رہ گئے ہیں کہ عرس شریف میں شریک نہ ہوسکے اُن سے

ذاتِ بَیْن : باہمی۔ قاموس وتاج میں بَـابُ الْاَلِفِ الـلَّیِّنَةِ [ج ۲۰ ص ۳۸۸] میں لفظِ ذُوْ کے تحت ہے ذَاتُ الْبَیْنِ : الحالُ التی بها یَجْتَمِعُ الْمُسْلِمُوْنَ : وہ حالت جس سے مسلمانوں میں اتفاق واتحاد رہے۔ وبـه فَسَّـر ثَـعْـلَـبُ الآیَةَ ﴿ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ ﴾ [پ ۹ ع ۱۴ آیــــت ۱] : ﴿ تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل رکھو ﴾ [کنزالایمان] و کَذٰلکَ الحدیثُ : ((اَللّٰهُمَّ أَصْلِح ذاتَ البَیْنِ))

بھی بالخیر صفائی باحسن وجوہ ہو جائے ، اور پھر سب کو توفیق عطا ہو کہ سب مل کر
دین و مذہب کی خدمت انجام دیں ، پھٹے پھٹے نہ رہیں ، آپس میں تنظیم کریں ،
بد دینوں بد مذہبوں کی نکایت اور سنت کی حمایت کرتے رہیں ـــــ فقط۔ مصطفےٰ رضا
قادری غفرلہٗ بریلی شریف بروز دوشنبہ مبارکہ ۳۰/ صفر مظفر ۱۳۷۰ھ
مطابق ۱۱/ دسمبر ۱۹۵۰ء۔

المشتہرین مرکزی انجمن تبلیغِ صداقت
رحمت منزل کامبیکر اسٹریٹ چھاچھ محلّہ بمبئی نمبر ۳

ہاں یہ کہو کہ بڑوں کی باتیں بڑی ہوتی ہیں .... ہاں مگر اَخلاف کی نجات و
سلامتی اَسلاف کی اِتبّاع ہی میں تو ہے۔ یہ اتباعِ اسلاف تو ہم اہلسنت کا وہ سرمایہ ہے
جو صحابۂ کرام کے زمانے سے آج تک چلا آیا اور تا قیامِ قیامت جاری رہے گا
رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم اجمعین

خیر وہیں صفحۂ ماقبل پر حضور سیدی مفتی اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنۂُ کا لیگ
کے خلاف یہ صاف واشگاف فتویٰ بھی شائع و مشتہر ہوا

۸۶۷/۹۲ دارالافتاے جمعیت اصلاح و ترقی احنافِ ہند۔ دائرۂ رضویہ بریلی۔ (یوپی)
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ مَتین اس مسئلے میں کہ مسلم لیگ
کیسی جماعت ہے اور اُس کی رکنیت و امداد و اعانت اور اُس کے جلسوں کی شرکت
کے متعلق کیا حکمِ شرعی ہے بَیِّنُوا تُوجَرُوا
المستفتی :- محمد عمر فجو۔ ناگدیوی سٹریٹ گاؤ قصاب محلّہ بمبئی نمبر ۳

الجواب :۔لیگ بدمذہبوں بد دینوں پرمشتمل ایک جماعت ہے جس میں اہلسنت بھی برخلافِ حکمِ شریعت داخل ہوگئے ہیں ، اورازآنجا کہ اُس کے کرتادھرتا لوگوں میں بد دین ہیں تو وہ بد دینوں ہی کی ایک چکڑی ہے ، یہ اُسی ندوے کی طرح ہے جس کا فتنہ تقریباً پچاس سال پہلے سے رونما ہے جس کے رد میں علمائے اہلسنّت خصوصًا امامِ اہلسنت مجددِ دین وملت اعلیٰحضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے بیشمار تصنیفیں فرمائیں اور ملک بھر میں شائع کیں ، برسہابرس تو جس کا تحریری تقریری رد فرمایا گیا اور مسلمانوں کو اُس سے بچایا گیا۔ ہرگز ہرگز اُس کی رکنیت اُس کی امدادواعانت اور اُس کے جلسوں کی شرکت نہ کی جائے۔ مجھ پر یہ بہتان وافترا ہے کہ میں نے کبھی زبانی یا تحریری فتویٰ اُس کی امداد واعانت کے جواز کا دیا ہے ولا حول ولاقوۃ الاباللّٰہ العلی العظیم یہ تہمت ایسی ہی ہے جیسے خودمطلب لوگوں نے حضور پرنور سیدنا الوالد الماجد اعلیٰحضرت مجددِ دین وملّت شیخ الاسلام والمسلمین مولٰینا مولوی حاجی شاہ احمدرضا خانصاحب قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ الْعَزِیْز پر انگریزوں کی اعانت وحمایت کا جیتا افترا برسوں کیا۔ جیسے اعلیٰحضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کا دامن اس داغ سے پاک ہے یونہیں اس فقیر کا اس داغ سے کہ لیگ کی امداد واعانت لیگ کی شرکت کے جواز کا فتویٰ دیا۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم فقیر مصطفٰے رضا قادری غُفِرَلَہٗ ۔ عبارت لفافہ محمد عمر فجو صاحب ناگدیوی اسٹریٹ گاؤ قصاب محلّہ بمبئی نمبر۳ (بخط انگریزی) اس لفافہ پر مُہر ڈاکخانہ بمبئی ۲۶/ جنوری ۱۹۴۵ کی ہے۔ فقیر مصطفٰے رضا قادری غُفِرَلَہٗ

۲۶/ صفر مظفر ۱۳۷۰ھ

ابوالبرکات محی الدین جیلانی آل الرحمٰن محمد عرف مصطفیٰ رضا خاں قـــــادری
مُہر

مہر جمعیت اصلاح وترقی اہلسنت

الجواب صحیح و صواب وحضرت سیدنا المجیب دام ظله نجیح ومُثاب واللّٰه ورسولهٗ اعلم جل جلالهٗ وصلی اللّٰه تعالیٰ علیه وعلیٰ اٰله وسلم فقیر ابوالفتح عبیدالرضا محمد حشمت علی خاں قادری برکاتی رضوی مجددی لکھنوی غـفـرلـهٗ ولابـویه واهله واخوانه واحبابه رَبُّه العزیز القوی ۲۷/ صفر مظفر ۱۳۷۰ھ روز جمعہ مبارکہ

۷۸۶ الجواب صحیح ۔ فقیر ابراہیم رضا عفی عنه فرزند دلبند حجة الاسلام مولٰینا الشاہ محمد حامد رضا خانصاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومسند نشین سجادۂ مبارکہ قادریہ رضویہ حامدیہ بریلی شریف۔

اللہ جَلَّ شَانُہٗ اہلسنّت پر رحم فرمائے اور اسلافِ اہلسنّت کے ارشادات اور اُن کے نقشِ قدم کو مِشعلِ راہ بنانے کی توفیق دے۔ اٰمیـــــن صدقہ پیارے حبیب والیِ امت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسلَّم کا اور اُن کی پیاری آل اور چہیتے صحابہ کا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

رَجَبُ الْمُرَجَّب ۱۴۳۵ھ مئی ۲۰۱۴ء

لمعۂ ثانیہ

در انتصار مفتی اعظم مہاراشٹر

حضرت مفتی غلام محمد خاں صاحب مرحوم کا بنام مولینا سید محمد حسینی صاحب ۱۰ر ربیع الاول شریف ۱۴۲۲ھ کا **مکتوب** مفتی صاحب کے وصال سے چند ماہ پیشتر انصار جامی نے برہانپور سے اس تقاضے کے ساتھ بھیجا کہ مفتی صاحب اس پر فقیر کی نظر ورائے چاہتے ہیں فقیر نے واقعات واشخاص سے قطع نظر فقط نفسِ مسئلہ اور رفعِ اشتباہ پر مشتمل ایک **تحریر** لکھ بھیجی۔

مفتی صاحب موصوف نے اس **مکتوب** میں امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ کے فتاوائے چہارم سے **دوسوال وجواب نقل** فرمائے تھے۔ پہلے جواب میں **امامِ اہلسنت** قُدِّسَ سِرُّہٗ **کے کلماتِ احکام** یہ ہیں

> اگر رافضی ضروریاتِ دین کا منکر ہے جب تو کافر مرتد ہے ، اور اُس کے جنازے کی نماز حرامِ قطعی وگناہِ شدید ہے۔ اور اگر ضروریاتِ دین کا منکر نہیں مگر تبرائی ہے تو جمہور ائمۂ کرام وفقہائے عِظام کے نزدیک اس کا بھی وہی حکم ہے۔ اور اگر صرف تفضیلیہ ہے تو اس کے جنازے کی نماز بھی نہ چاہیے ـــــ نماز پڑھنے والوں کو توبہ استغفار کرنی چاہیے .... اور اگر وہ مردہ رافضی منکر بعض ضروریاتِ دین تھا اور کسی شخص نے با آنکہ اس کے حال سے مطلع تھا دانستہ اُس کے جنازے کی نماز پڑھی اُس کے لیے استغفار کی جب تو اس شخص کو تجدید اسلام

اور اپنی عورت سے از سرِ نو نکاح کرنا چاہیے۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۳]

دوسرے **سوال** میں ہے

جو شیعہ اثنا عشری مذہب رکھتا ہے ، اور کلمہ لا الٰہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ علیٌّ خلیفتُہ بلا فصل وغیرہ اعتقاداتِ مذہبِ شیعہ کا معتقد ہے فوت ہوا۔ اُس کا جنازہ امام حنفی المذہب جامع مسجد نے پڑھایا ، اُس کو غسل دیا ، اُس کے ختم میں شامل ہوا۔ کیا یہ فعل جائز ہے؟...... [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۶]

جواب میں **امامِ اہلسنت** قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

صورتِ مذکورہ میں وہ امام سخت اشد کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ اُس نے حکمِ قرآنِ عظیم کا خلاف کیا قال اللّٰہ تعالیٰ

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا [پ ۱۰ ع ۱۷ آیت ۸۴] | اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا

اُس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ، اور اُسے امامت سے معزول کرنا واجب ـــــ یہ سب اس صورت میں ہے کہ اُس نے کسی دنیوی طمع سے ایسا کیا ہو ـــــ اور اگر دینی طور پر اسے کارِ ثواب اور رافضی تبرائی کو مستحقِّ غسل و نماز جان کر یہ حرکاتِ مردودہ کیں تو وہ مسلمان ہی نہ رہا ، اگر عورت رکھتا ہو اُس کے نکاح سے نکل گئی۔ کہ آج کل رافضی تبرائی عموماً مرتدین ہیں ، اور بحکم فقہائے کرام تو نفسِ تبرّا کفر ہے۔ اور کافر کے لیے دعائے مغفرت ہی کفر ہے نہ کہ نمازِ جنازہ۔ [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۵۷]

پہلے فتویٰ میں امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے جو **مطلقاً** فرمایا کہ

[نماز پڑھنے والوں کو توبہ واستغفار کرنا چاہیئے [ج ۴ ص ۵۷]]

یعنی مردہ رافضی کے حال پر **اطلاع** کی شرط کے **بغیر** **حکمِ توبہ** واستغفار دیا ـــــــ

یوں ہی دوسرے فتوی میں **بلاشرطِ اطلاع** فرمایا کہ

[وہ امام سخت اشد کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا]

اس سے حضرت مفتی صاحب مرحوم کو **اشتباہ ہوا** کہ مرنے والے کے کفر وارتداد کا علم نمازِ جنازہ پڑھاتے وقت نہ تھا بعد میں ہوا تو بھی توبہ واستغفار کا حکم رہے گا۔

چنانچہ انھوں نے لکھا

[اس کا اطلاق کفر وارتداد کو جانتے ہوئے نماز پڑھا دینے پر بھی ہوگا جبکہ مستحق نہ جانتا ہو۔ اور کفر وارتداد کا علم نمازِ جنازہ پڑھاتے وقت نہ تھا بعد میں علم ہوا اس پر بھی اطلاق ہوگا۔ دونوں پر توبہ واستغفار ہے [مکتوب]]

پھر **تفسیر خازن** سے اس **اشتباہ** کی تائید خیال کر کے یہ **نقل کیا**

[﴿الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ﴾ یعنی الذنوب والمعاصی سمیت سوءا لسوء عاقبتھااذا لم یتب منھا﴿بِجَهَالَةٍ﴾ قال قتادة اجمع اصحاب رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم عن النبی ان کل شیء عصی اللّٰہ به فهو جَهالة عمدا کان او غیره [تفسیر خازن ج ۱ ص۳۴۷]]

درحقیقت یہاں امام اہلسنت کے فتاویٰ میں **اطلاق نہیں** ہے۔ اور صراحۃً شرطِ اطلاع کو ذکر نہ فرمانے کا **منشاء** یہ ہے کہ رافضیوں کا رافضی ہونا ایسی چیز نہیں ہے کہ پردۂ خفا میں رہے ، یا اِکّا دکّا اشخاص اسے جانیں۔ بلکہ یہ مشہور رہتا ہے ،

اورعام طور پر مسلمان اسے جانتے ہیں۔ تو مرنے والے کے رِفض پر **اطلاع ظاہر** ہوئی ۔ اور رفض کا ادنی درجہ ضلالت وگمراہی ہے۔ تو کم از کم گمراہ پر نماز پڑھنا ظاہر ہوا۔ اور اسی قدر توبہ واستغفار کا حکم لانے کو کافی ہے۔ اس لیے امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے **مطلقًا** فرمایا کہ

[نماز پڑھنے والوں کو توبہ واستغفار کرنا چاہئے]

ہاں مردہ رافضی کا منکرِ ضروریاتِ دین ہونا ایسی چیز تھی جو کسی کسی مسلمان پر **مخفی** رہ سکتی تھی۔ لہذا ایسے رافضی پر نماز ودعائے مغفرت سے تجدیدِ اسلام وتجدیدِ نکاح کا حکم ہونے میں امامِ اہلسنت نے **اطلاع** کی قید لگائی۔

دوسرے فتویٰ کے سوال ہی میں سائل کا بیان بتاتا ہے کہ اس مردہ رافضی کا تبرائی ہونا **ظاہر ومشہور** تھا ، اور پھر اس کی نماز پڑھانے والا اور اس کے غسل وختم میں شرکت کرنے والا نرا عامی نہیں امامِ جامع تھا ، اس سے بھلا مرنے والے کا رفض وتبرا کیا مخفی رہ سکتا تھا۔ تو اس **ظاہر اطلاع** کے باعث امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے **بلا قیدِ اطلاع** اس امام کو سخت اشد کبیرہ گناہ کا مرتکب قرار دیا ، جبکہ اس نے کسی دنیوی طمع سے وہ افعال کیئے ہوں۔

رہا یہ کہ امام نے اگر دینی طور پر اسے کارِ ثواب اور رافضی تبرائی کو مستحق غسل ونماز جان کر یہ حرکاتِ مردودہ کیں تو اس پر فرمایا

[کہ وہ مسلمان ہی نہ رہا ، اگر عورت رکھتا ہو اُس کے نکاح سے نکل گئی۔ کہ آج کل رافضی تبرائی عمومًا مرتدین ہیں]

اس حکم میں بھی یہاں قیدِ اطلاع نہیں ہے۔ تو دونوں حکم یوں ہی ہیں کہ

مرتکب **ظاھرًا** مطلع ہے

مگر جو شخص ظاہرًا کسی باطل فرقے کا نہ ہو اور اُس سے کوئی قول یا فعلِ کفری سرزد ہو تو ہوسکتا ہے کہ سب مسلمان اُس کی اس حالت پر آگاہ نہ ہوں۔ **ایسی صورت** کا جو **حکم امامِ اہلسنت** کے فتاویٰ میں ہے وہ فقیر نے مع کامل سوال وجواب اس تحریر میں ذکر کیا تھا جو یہ ہے

مسئلہ ۲۳

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ـــــ ایک شخص اہلِ اسلام سے آخر عمر تک تارک الصلوۃ والصیام وشارب الخمر باللیل والایام ملحق دینِ نصاریٰ رہا حتی کہ بہ تحقیق بدون توبہ ڈاک بنگلہ پر منتقل ہوا پھر ورثاء اس کے مکان پر لائے معاذ اللہ اور بخوف عدم شرکت دفن اہل اسلام کے ایک حجام اور خرادی اور کنجڑا پرورش یافتہ خود کو مصنوعی شاہد مقرر کرکے توبہ پر اس میت کی قائم کئے۔ عیاذًا باللہ تب جنازہ اٹھا اور ہمراہ جنازہ کے عیسائی بھی تھے ـــــ تب بھی چند کس نے دیدہ ودانستہ نماز جنازہ پڑھی اور اسقاط لے کر قبر پر قرآن پڑھا ـــ بعد دخول قبر عیسائیوں نے ٹوپی اتار کر سلامی لی۔ پس مسلمانوں کو بحکمِ شرع میت کے اسلام پر خدشۂ صادقہ تھا اور یقین کامل ہوا اور بحمیتِ اسلامی ان سے رُوکش ہوئے کہ اوروں کو عبرت ہو۔ کیونکہ بعلمداریٔ ہنود تعزیر غیر ممکن۔ اس خیال سے ان لوگوں سے مرتدین کا معاملہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جب تک توبہ نہ کریں، اور ان کے پیچھے نماز جماعت درست ہے یا ممنوع؟ اس کے حق میں اور ان کے مشترک کے حق میں شرعًا کیا حکم ہے؟ مشرح بعبارت کتب بیان فرمادیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیھم اجمعین

جواب میں امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

ترکِ صوم وصلوۃ وشربِ خمر گناہانِ کبیرہ ہیں جن کا مرتکب فاسق وفاجر اور عذابِ دوزخ کا مستحق ہے۔ مگر حرام جان کر بشامتِ نفس کرے تو کافر نہیں۔ پس اگر شخصِ مذکور نے مذہب نہ بدلا تھا صرف باغوائے شیطان دنیا پرستان خدا ناترس کی طرح ان اُمور کا مرتکب ہوتا اور عیسائیوں سے میل جول رکھتا تھا تو اُس پر کفر کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا۔

بلکہ جب وہ کلمہ پڑھتا اور اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا مسلمان ہی ٹھہرائیں گے اور اس تقدیر پر اُس کے تجہیز وتکفین اور جنازہ کی نماز بیشک ضروری ولازم تھی۔ اگر بجانہ لاتے گنہگار رہتے۔ عن النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم الصلوۃ واجبۃ علیکم علی کل مسلم یمُوت بَرًّا کان او فاجرا وان ھو عمِل الکبائر. رواہ ابو داؤد وغیرہ ۔ اورنصرانیوں کا معاذ اللہ جنازہ کے ساتھ ہونا یا بعد دفن ٹوپی اتار کر سلامی دینا اُن کا اپنا فعل تھا جس کے سبب مسلمان کو کافر نہیں ٹھہرا سکتے۔ اور یہ بدگمانی کہ .... اگر یہ اُن کا ہم مذہب نہ ہوتا تو وہ جنازہ میں کیوں شرکت کرتے...... محض مردود ہے۔ ایسے اوہام پر بنائے احکام نہیں ، نہ کہ معاذ اللہ معاملۂ کفرواسلام ، جس میں انتہا درجہ کی احتیاط لازم۔

بلکہ اس کا عکس دوسرا گمان قوی تر ہے کہ اگر وہ اسے اپنا ہم مذہب جانتے ، اپنی روش پر تجہیز وتکفین کرتے ، مسلمانوں کو اس کا جنازہ کیوں دیتے۔ غرض اس صورت میں نماز پڑھنے والوں نے فرضِ خدا ادا کیا ان پر اصلاً الزام نہیں۔ الزام اُن پر ہے جو

اس بنا پر ان سے معاملۂ مرتدین کرنا چاہیں

اور اگر بہ ثبوتِ شرعی ثابت ہو کہ میّت عِیاذًا باللّٰہ تبدیلِ مذہب کر کے عیسائی ہو چکا تھا تو بیشک اُس کے جنازہ کی نماز اور مسلمانوں کی طرح اُس کی تجہیز و تکفین سب حرام قطعی تھی قال اللّٰہ تعالیٰ

وَلَاتُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَاتَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ط [پ ۱۰ ع ۱۷ آیت ۸۴] اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا

مگر **نماز پڑھنے والے** اگر اُس کی **نصرانیت پر مطلع نہ تھے** اور بر بنائے علمِ سابق اُسے مسلمان سمجھتے تھے نہ اس تجہیز و تکفین و نماز تک ان کے نزدیک اُس شخص کا نصرانی ہو جانا ثابت ہوا تو **ان افعال میں وہ اب بھی معذور و بیقصور ہیں** ــــــ کہ جب ان کی دانست میں وہ مسلمان تھا ان پر یہ افعال بجالانے **بزعم خود شرعًا لازم تھے**

ہاں اگر یہ بھی اس کی عیسائیت سے خبردار تھے پھر نماز و تجہیز و تکفین کے مرتکب ہوئے قطعًا سخت گنہگار اور وبالِ کبیر میں گرفتار ہوئے۔ جب تک توبہ نہ کریں نماز ان کے پیچھے مکروہ کما هو حكم الفاسق المصرح به في غير ما كتاب المحرر المنقح في الغنية وغيرها ۔ مگر معاملۂ مرتدین پھر بھی برتنا جائز نہیں۔ کہ یہ لوگ بھی اس گناہ سے کافر نہ ہو گئے ــــــ ہماری شرعِ مطہر صراطِ مستقیم ہے۔ افراط و تفریط کسی بات میں پسند نہیں فرماتی۔

البتہ اگر ثابت ہو جائے کہ ــــــ انہوں نے اُسے نصرانی جان کر

نہ صرف بوجہِ حماقت و جہالت یا کسی غرضِ دنیوی کی نیت سے بلکہ خود اُسے بوجہِ نصرانیت مستحقِ تعظیم وقابلِ تجہیز وتکفین ونماز جنازہ تصور کیا تو بیشک جس جس کا ایسا خیال ہوگا وہ سب بھی کافر ومرتد ہیں اور اُن سے وہی معاملہ برتنا واجب جو مرتدین سے برتا جائے ، اور ان کی شرکت کسی طرح روا نہیں اور شریک و معاون سب گنہگار۔ واللّٰہ تعالیٰ اعلم [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۷، ۱۸]

اس کے بعد فقیر نے لکھا تھا

__" یہ **نفسِ مسئلہ** کی صریح تصریح ہے کہ جن لوگوں نے کلمہ گو میت کو مسلمان سمجھا ، میت کے بارے میں کسی طرح کے کفر وارتداد کا انہیں علم نہ ہوا ، بنابریں میت پر اُن لوگوں نے نماز پڑھی ، اُس کا کفن دفن کیا تو وہ نماز پڑھنے کفن دفن کرنے میں معذور قرار پائیں گے ، اور ان افعال سے ان پر گناہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ جب اُن کے علم میں وہ مسلمان تھا تو ان پر یہ افعال بجالانے بزعمِ خود شرعاً لازم تھے "__

اور اس سے پہلے **ایضاحِ مسئلہ** کے لیے **تمہید** میں یہ لکھا تھا

__" **موضعِ خفا** میں لاعلمی کا عذر شرعاً مسموع ہے۔ چنانچہ فتاویٰ رضویہ ہفتم ص ۳۸ میں ہے

چوری کا مال دانستہ خریدنا حرام ہے۔ بلکہ اگر معلوم نہ ہو مظنون ہو جب بھی حرام ہے۔ مثلاً کوئی جاہل شخص کہ اُس کے مورثین بھی جاہل تھے کوئی علمی کتاب بیچنے کو لائے اور اپنی ملک بتائے اس کے خریدنے کی

اجازت نہیں۔ اور اگر نہ معلوم ہے نہ کوئی واضح قرینہ تو خریداری جائز ہے۔ پھر اگر ثابت ہو جائے کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا استعمال حرام ہے .... بلکہ مالک کو دیا جائے ، اور وہ نہ ہو تو اس کے وارثوں کو ، اور اُن کا بھی پتہ نہ چل سکے تو فقرا کو۔

اس سے واضح ہے کہ بعد خریداری ، مال کے مسروق ہونے کا علم ہو جانے پر بھی اس خریداری کے سبب خریدار پر کوئی گناہ نہیں ـــــ وجہ اس کی وہی ہے کہ **موضعِ خفا** میں لاعلمی کا عذر شرعًا مسموع ہے ـــــ ہاں اب اس مال کو اپنے کام میں لانا جو خریدار کا نیا فعل ہوگا اور مالِ مسروق جان کر ہوگا یہ ضرور حرام ہے۔

اس کی دوسری نظیر فتاویٰ رضویہ پنجم ص ۸۴۹ میں ہے کہ

اگر معتدۂ غیر سے بصورتِ لاعلمی کوئی شخص نکاح کرے اور تمتع کرے اور بصورتِ علم اس سے کنارہ کیا کیا یہ تمتع داخلِ زنا ہوگا ؟

اس کے جواب میں امام اہلسنّت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

جب کہ اسے معلوم نہ تھا اور جس وقت معلوم ہوا فورًا جدا کر دیا تو اس کے حق میں کسی طرح زنا نہیں ـــــ زنا ہونا درکنار اس پر کوئی الزام بھی نہیں ـــــ البتہ وہ وطی واقع میں ضرور وطیِ حرام تھی ، اور اثم مرفوع۔ کما نصوا علیہ وذلک لان الجھل فی موضع الخفاء عذر مقبول

اس میں صراحت ہے کہ وہ فعل نہ جاننے والے کے حق میں گناہ نہیں ـــــ اس فعل

سے اس کے ذمہ گناہ نہیں ــــ اگرچہ واقع میں وہ **فعل** حرام و گناہ ہے ــــ

اور یہ بھی صراحت ہے کہ **موضع خفا** میں لاعلمی کا عذر شرعًا مقبول ہے ''ــــ

عبارتِ خازن سے مفتی صاحب مرحوم نے جو لکھا تھا کہ

غیرہ کا معنی واضح تر ہے کہ علم ہی نہ تھا بعد میں علم ہوا ، یا علم تو تھا
مگر بھول گیا ، ان سب صورتوں میں توبہ واستغفار کرنا پڑے گا [مکتوب]

اس سے متعلق فقیر نے لکھا تھا

ــــ'' خازن میں جو تفسیر آیت میں فرمایا اس میں ''**غیرہ** '' بمعنی ''لاعلمی''

کا نفسِ مفہوم صورتِ دائرۂ مکتوبہ مجوثہ کو بھی عام و شامل مانیں تو ''غیرہ '' **بحکم**

مامن عام الا وقد خص منه البعض عام مخصوص منہ البعض ہوگا ــــ اور اس

میں تخصیص اور اس کے بعض مخصوص پر نظائر مذکورۂ فتاویٰ اور تصریحِ ــــ الجهل

فی موضع الخفاء عذر مقبول ــــ دلیل کافی و وافی ہے ''ــــ

یعنی جو لاعلمی موضعِ خفا میں ہو وہ ''غیــــرہ '' کے تحت داخل نہیں۔ اور ایسی لاعلمی سے کوئی

خلافِ شرع فعل اگر کسی سے ہو گیا تو وہ مرتکبینِ سوء و معصیت میں داخل نہیں۔ لہٰذا

امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے ایسوں کو فرمایا کہ

[ان افعال میں وہ اب بھی معذور و بے قصور ہیں] [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۱۸]

اگرچہ واقع میں وہ نمازِ جنازہ سوء و معصیت و حرام تھی ، جیسا کہ معتدّۂ غیر سے

لاعلمی میں جو وطی کی اُس کو امام اہلسنت نے فرمایا

[البتہ وہ وطی واقع میں ضرور وطیِ حرام تھی۔ اور اِثم مرفوع۔] [فتاویٰ رضویہ ج ۵ ص ۸۴۹]

آخرِ مکتوب میں مفتی صاحب نے قائل کا یہ قول کہ

[نماز جنازہ پڑھاتے وقت مجھ کو اس کے کفر کا علم نہ تھا بعد میں ہوا]

نقل کر کے لکھا تھا

یہ وہ الفاظ ہیں جنہیں ہمارے کانوں نے سنا اور کثیر لوگوں نے سنا۔ عرصہ گذرنے کے بعد جب خط و کتابت اور فون سے....[متوفی]....کو مسلمان بتانے لگا تو مولوی ہارون نے اس کے بدلنے کو کفر بتایا جس کی ہم نے تصدیق کر دی

اس پر فقیر نے اُس وقت کہ نہایت مجمل صورتِ واقعہ سامنے تھی اجمالی کلام لکھا تھا۔ اب کہ قدرے تفصیل سامنے آئی وہ مقتضی ہے کہ اس مجمل پر بھی مشیِ کلام ہو کہ ممکن ہے قائل کو کسی ذریعہ سے متوفّٰی کی نسبت کسی قول یا فعلِ کفری کے ارتکاب پر اطمینان ہو گیا ہو اور اس پر اُس نے کہا کہ

[نماز جنازہ پڑھاتے وقت مجھے اس کے کفر کا علم نہ تھا بعد میں ہوا]

تو یہ اُسی اطمینان پر اقرارِ کفر بذمۂ متوفّٰی ہوا ـــــ پھر بعد میں متوفّٰی کو مسلمان کہا تو ممکن کہ ثبوتِ سابق میں کوئی خلل اُس کے ذہن میں آیا ہو یا اخبارِ خلاف سمع تک پہنچی ہوں جس سے وہ اطمینانِ سابق زائل ہو گیا ہو بنا بریں **اُس پر الزامِ کفر نہیں آئے گا** ـــ مگر مفتی **غلام محمد** خاں صاحب قبلہ مرحوم **پر بھی** اس وجہ سے کہ انہوں نے الزامِ کفر دیا سوا خطا فی الفکر کے **کوئی حکمِ ہائل یا الزامِ شنیع نہیں**۔ کیونکہ ممکن کہ اس احتمال سے اُنہیں ذہول ہوا ہو ، مسئلہ اُن کی سمجھ میں ویسا ہی آیا ہو

یونہی **حضراتِ ذی علم اہلِ سنن** نے مفتی صاحب کی نسبت اگر کوئی **کلمۂ ہائل** کہا ہے تو وہاں بھی **امثالِ مراعات لازم** ہیں۔

اس کے لیے **قُدوہ امامِ اہلسنت** قُدِّسَ سِرُّہٗ کے یہ **ارشادات** ہیں

میرے معظم دوست حامیِ سنت ماحِیِ بدعت مولانا مولوی نذیر احمد خاں صاحب مرحوم مغفور کے دو معزز شاگردوں مولوی عبد الرحیم صاحب و مولوی علاء الدین صاحب سلمهما اللہ تعالیٰ میں نزاع تھی ، دو فریق ہو رہے تھے۔ اور اس سے پہلے مولوی علاء الدین صاحب غریب خانہ پر تشریف لائے تھے۔ اور ایک رسالہ پیش کیا۔ جس میں مولوی عبد الرحیم صاحب پر **سخت الزام** قائم کرنے چاہے حتی کہ **نوبت بہ تکفیر** پہنچائی تھی۔ فقیر نے اُنہیں **سمجھایا** ، اور اس رسالہ کی **اشاعت سے باز رکھا** ، اور ان **الزامات** کی **غلطی** پر دوستانہ **متنبہ** کیا۔ الحمد للہ مولوی علاء الدین صاحب نے گزارشِ فقیر کو **قبول** کیا۔ مگر باہم فریق بندی اُس وقت تک تھی کہ فقیر حج سے واپس آیا۔ اُس وقت مولوی عبد الرحیم صاحب نے یہ سوال پیش کیا جس کا میں نے وہ جواب لکھا وہ جواب میرا ہی ہے ، مگر اُس وقت کی حالت سے متعلق تھا۔ میں نے اُس جواب ہی میں بتا دیا تھا کہ ــــ مولوی علاء الدین صاحب نے مولوی عبد الرحیم صاحب کی **تکفیر عنادًا نہ کی تھی** ، بلکہ مسئلہ اُن کی سمجھ میں یوں ہی آیا تھا ، جس سے انہوں نے بعد تفہیمِ فقیر رجوع کی ، تو اُن پر کوئی حکم سخت نہیں۔ ہاں اگر وہ بعد اس کے کہ حق سمجھ لیے پھر بلا وجہِ شرعی تکفیر کی طرف رجوع کریں تو اُس وقت حکم سخت ہونا لازم ہے [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۲۶]

وہیں آگے فرمایا

مولوی علاء الدین صاحب پر **حکم سخت ہونا** اس شرط سے مشروط تھا کہ وہ

بعد کشفِ شبہہ تکفیرِ مسلم کی طرف معاذ اللّٰہ پھر عود کریں [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۲۷]

نیز وہیں امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے فرمایا

فریقین اس آیتِ کریمہ کو پیش نظر رکھیں

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ ؕ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۵۳﴾ [پ ۱۵ ع ۶ آیت ۵۳]

اور میرے بندوں سے فرماؤ وہ بات کہیں جو سب سے اچھی ہو بیشک شیطان ان کے آپس میں فساد ڈال دیتا ہے بیشک شیطان آدمی کا کھلا دشمن ہے

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۲۷]

نیز فرمایا

اہلسنّت سے بتقدیرِ الٰہی جو ایسی **لغزشِ فاحش** واقع ہو اس کا **اخفاء واجب** ہے۔ کہ معاذ اللّٰہ لوگ ان سے بداعتقاد ہوں گے تو جو نفع ان کی تقریر اور تحریر سے اسلام وسنت کو پہنچتا تھا اُس میں خلل واقع ہوگا ـــــ اس کی اشاعت **اشاعتِ فاحشہ** ہے۔ اور اشاعتِ فاحشہ بنصِ قطعیِ قرآنِ عظیم **حرام**۔ قال اللّٰہ تعالیٰ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ ؕ [پ۱۸ ع۸ آیت ۱۹]

جو لوگ یہ پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں فاحشہ کی اشاعت ہو اُن کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے

خصوصًا جبکہ وہ بندگانِ خدا حق کی طرف بے کسی عذر و تامل کے **رجوع** فرما چکے۔ رسول اللّٰہ ﷺ فرماتے ہیں

من عيّر اخاه بذنب لم يمُت حتى يعمله ، قال ابن المنيع وغيره المراد ذنب تاب عنه ، قلت وقد جاء كذا مقيدا فى الرواية كما فى ''الشرعة'' ثم فى ''الحديقة الندية''	جس نے اپنے بھائی کوکسی گناہ کی وجہ سے عاردلایا ، وہ مرنے سے قبل اسی گناہ میں ضرور مبتلا ہوگا۔ ابن منیع کہتے ہیں کہ گناہ سے مراد وہ ہے کہ اس سے توبہ کرلی گئی ہو۔ میں کہتا ہوں شرعہ اورحدیقہ میں روایت میں ہی توبہ کی قید لگی ہوئی ہے

ولہذا ابتاکیداً اکید گذارش ـــــــــ کہ **عمائدومشاہیر** علمائے اہلِ سنت وجماعت جس امر میں **متفق** ہیں یعنی **عقائدِ مشہورہ** متداولہ ان میں ہمارے عام بھائی بلا دغدغہ ان کے ارشادات پر عامل ہوں ، یوں ہی وہ **فرعیات** جو اہلسنّت اوران کے مخالفین میں **مابہ الامتیاز** ہورہے ہیں جیسے مجلسِ مبارک وفاتحہ وعرس واستمداد ونداء وامثالھا ـــــ باقی رہیں **فرعیاتِ فقہیہ** جن میں وہ مختلف ہوسکتے ہیں خواہ بسببِ اختلافِ روایات ، خواہ بوجہِ خطاءفی الفکر ، یا بسببِ عجلت وقلّتِ تدبر ، یا بوجہِ کمیِ مُمارست ومُزاولتِ فقہ ان میں فقیرکیا عرض کرے

مرا سوزیست اندردل اگرگویم زبان سوزد	دل میں وہ سوزش ہے کہ بیان کروں توزبان جل اٹھے
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخواں سوزد	اوراگر آہ روکتا ہوں توڈرہے کہ ہڈیوں کامغزنہ جل جائے

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۳۰]

آدمی کبھی **اعتماد پر اطمینان** کر لیتا ہے جو خلاف ظاہر ہونے پر زائل ہو جاتا ہے اس میں اس کی طرف سے قصدِ معصیت نہیں ہوتا کہ کوئی سخت حکم آئے۔

مولانا **حاکم علی** صاحب نے لاہور سے اپنا فتویٰ بغرضِ استصواب امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ کی خدمت میں ارسال کیا جس کے آخر میں لکھا تھا

میرے فتویٰ کی تصحیح اُن اصحاب سے کرائیں جو دیو بندی نہیں مثلاً مؤیّدِ ملتِ طاہرہ حضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی علاقہ روہیلکھنڈ۔ اور مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی ممالک مغربی وشمالی [فتاویٰ رضویہ نصف آخر ج ۹ ص ۲۷۹]

اس کے جواب میں امام اہلسنت نے اجمال تفصیل و تحقیق اجمال پر مشتمل جو فتویٰ رقم فرمایا اُس کے آخر میں حضور مفتیِ اعظم علامہ شاہ **مصطفےٰ رضا** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُمَا نے لکھا

جوابِ امامِ اہلسنت عین حق ہے۔ کلام الامام امام الکلام۔ دیوبندیوں سے منعِ استصواب حق وصواب، مگر تھانوی صاحب کا استثناء عجب العجاب۔ یہ سروسرغنۂ دیوبندیہ ہیں۔ افعی را کشتن و بچہ اش را نگاہداشتن کا حال معلوم، نہ کہ بچگان کشتن وافعی گذاشتن۔ [فتاویٰ رضویہ نصف آخر ج ۹ ص ۲۸۱]

پھر حاشیہ میں فرمایا

بحمد اللہ تعالیٰ **مولوی صاحب** کی دین پرستی کہ اُنھوں نے اس نصیحت کو **قبول** کیا، اور فتوای اصلی جمعیت علمائے ہند ص۔۔۔۔۔ پر یہ مضمون چھاپ دیا۔

۔۔۔''الحمد للّٰہ والمنتہ کہ یکم نومبر ۲۰ء عالی جناب مؤیدِ ملتِ طاہرہ

اعلیٰحضرت مولانا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب قادری بریلوی کا فتویٰ موصول ہوا اس سے مجھے ٹھیک پتہ لگا مولوی اشرف علی صاحب تو سروسرغنۂ دیوبندیہ ہیں ___ یا اللہ میری توبہ ___ مجھ سے یہ غلطی میرے ایک دوست نے کرادی استغفر اللّٰہَ تعالیٰ ربی من کل ذنب" ___ ۱۲ [فتاویٰ رضویہ نصف آخر ج ۹ ص ۲۸۱]

عصمت نوعِ بشر میں خاصّۂ انبیاء ہے عَلَیْھِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام۔ عامّۂ بشر سے خطافی الفھم مستبعد نہیں۔ حضرت علامہ مولانا شیخ **صالح کمال** رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْہ جن کی نسبت امامِ اہلسنت نے فرمایا

[میرے نزدیک مکہ معظّمہ میں اُن کے پایہ کا دوسرا عالم نہ تھا] [الملفوظ حصہ دوم ص ۲۰]

اور پھر اُن کے ساتھ اپنا ایک یہ واقعہ ذکر فرمایا

جس زمانے میں [وہ] **قاضیِ مکہ مکرمہ** رہے تھے اُس وقت کے اپنے **فیصلوں** کے مسئلے دریافت فرماتے۔ حقیر جو بیان کرتا اگر اُن کے فیصلے کے موافق ہوتا بشاشت وخوشی کا اثر چہرۂ مبارک پر ظاہر ہوتا ___ اور مخالف ہوتا تو ملال وکبیدگی، اور یہ سمجھتے کہ مجھ سے **حکم میں لغزش** ہوئی۔ [الملفوظ قادری کتاب گھر حصہ دوم صفحۂ بالا ۲۰ صفحۂ ذیلی ۱۶۳]

میں **امامِ اہلسنت** قُدِّسَ سِرُّہٗ کی **روش** دیکھتا ہوں کہ جب حضرت مولانا قاضی **عبدالوحید** صاحب فردوسی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان کی طرف سے دین وسنیت کی خدمت اور دشمنانِ دین کی سرکوبی میں پیہم جدو جہد ملاحظہ کی تو اُن کی خواہش کو کس **نظرِ اِکرام** سے دیکھا فرماتے ہیں

وجَعَلَ تصحیحہ الی ھذا العبد | حضرت قاضی صاحب موصوف نے کتاب

الضعیف فلَم یَسعُنی الّا امتثال امـره الـمُـنیف ، لِـمَـا اَریٰ من حُسـن بَـلاءِ ہٖ فی الدین وشدۃ اعتـنـائـه بـحـفظ حَوزۃ الیقین [المعتمد المستند ص ۸]	المعتقد المنتقد کی تصحیح اس بندۂ ضعیف کے حوالے کی ، تو اُن کی دین کے لیے سخت جانفشانی اور سرحدِ ایمان و یقین کی حفاظت میں ہمہ تن توجہ کا سلسلۂ پیہم دیکھ کر مجھے اُن کے حکمِ عالی کی تعمیل کے سوا چارہ نہ رہا

اور الـمـعـتـقد المنتقد میں جہاں امام **قاضی عیاض** کی طرف سے سیدنا **امام غزالی** [رَضِیَ الـلّٰـهُ تـعَـالیٰ عَنهُما] پر اعتراض منقول تھا سیدنا امام **غزالی** قُـدِّسَ سِرُّہٗ کی **حمایت** میں ایک بسیط حاشیہ تحریر فرما کر آخر میں لکھا

انما ذکَرت هذا نُصرۃً لهذا الامام حـــجة الاســلام رَجَـــاءَ اَنْ ینصُرنی اللّٰهُ بجاهِهٖ یومَ لا ینفَع مال و لا بَنون الّا مَن اتی اللّٰهَ بقلبٍ سلیم [المستند ص ۲۱۷]	امام حجۃ الاسلام کی حمایت میں یہ سب میں نے محض اس طمع سے لکھا کہ اللہ پاک اُن کے صدقے میری حمایت فرمائے اُس دن جبکہ نہ مال نفع دے گا نہ اولاد مگر جو سلامت والے دل کے ساتھ حاضر ہوا

مگر امام قاضی **عیاض** کی جناب میں بھی یہ **ادب** رکھا کہ ابتدائے حاشیہ ہی میں کہا

رحِـم الـلّٰـهُ مـولانا الامامَ القاضی ورحِمَنا به یوم القضاء و التقاضی [المستند ص ۲۱۵]	اللہ پاک امام قاضی عیاض پر رحم فرمائے اور اُن کے صدقے ہم پر بھی اُس دن جبکہ وہ فیصلہ فرمائے گا اور لوگ فیصلے کے لیے اُس کے حضور حاضر ہوں گے

اور میں نے حضرت تاج الفحول علامہ شاہ **عبدالقادر بدایونی** قُدِّسَ سِرُّہٗ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں

[اس قدر اور بھی جان لینا چاہیئے کہ میں باوجود **اعتقادِ ولایت** حضرت **شیخ** [ابن عربی قُدِّسَ سِرُّہٗ] جن بعض علمائے شریعت نے مانند **علامہ جزری** وملا علی **قاری** وغیرہ کے حضرت شیخ پر اعتراضات کیے ہیں، بلکہ بنظر بعض اقوالِ منسوبہ کے کلمات تحقیر بلکہ تکفیر کے بھی لکھ دیئے ہیں، میں اُن کی جناب میں بھی **بے ادبی کا روادار نہیں ہوں**۔ کہ اُن کے ساتھ میں **حُسنِ ظن** رکھتا ہوں۔ یہ فعل اُن کا بھی **موافق اُن کی فہم کے** بحمایتِ شریعت وقصدِ حقانیت ہے، نہ نفسانیت وشیطانیت سے۔ [مکتوب حضرت تاج الفحول مشمولہ رغم الہازل ورقِ آخر]

اور **امام اہلسنت** قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

[ہم اہلِ حق کے نزدیک حضرت **امام بخاری** کو حضور پُر نور **امامِ اعظم** سے وہی نسبت ہے جو حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ کو حضور پرنور امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا ومولانا عليِّ مرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَجْھَہُ الْاَسْنیٰ سے۔ کہ فرقِ مراتب بے شمار اور حق بدستِ حیدرِ کرّار، مگر معاویہ بھی ہمارے سردار، طعن اُن پر بھی کارِ فُجّار ـــــ جو معاویہ کی حمایت میں عِیاذًا باللّٰہ اَسَدُ اللّٰہ کے سبقت واوّلیّت وعظمت واَکملیّت سے آنکھ پھیر لے وہ ناصبی یزیدی ـــــ اور جو علی کی محبت میں معاویہ کی صحابیت وخدمت ونسبتِ بارگاہِ حضرتِ رسالت بھلا دے وہ شیعی زیدی۔

یہی روشِ آداب بحمد اللّٰہ تعالیٰ ہم اہلِ توسط واعتدال کو ہر جگہ ملحوظ رہتی ہے۔ یہی نسبت ہمارے نزدیک امام ابن الجوزی کو حضور سیدنا غوثِ اعظم، اور مولانا علی قاری کو حضرت خاتمِ ولایتِ محمدیہ شیخِ اکبر سے ہے

نہ ہم بخاری وابنِ جوزی وعلی قاری کے اعتراضوں سے .... شانِ رفیع امام اعظم وغوثِ اعظم وشیخِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھُم پر کچھ اثر سمجھیں نہ ان حضرات سے کہ بوجہِ خطا فی الفھم معترض ہوئے، الجھیں ہم جانتے ہیں کہ ان کا منشاءِ اعتراض بھی نفسانیت نہ تھا بلکہ اُن اکابر محبوبانِ خدا کے مدارکِ عالیہ تک دستِ ادراک نہ پہنچنا، وبس۔ لا جرم اعتراض باطل، اورمعترِض معذور، اورمعترَض علیھم کی شان اَرْفَع واَقْدَس۔ والحمد للّٰہِ رب العلمین والصّلوٰۃ والسّلام علی سیّد المرسلین محمد واٰلہٖ وصَحْبہ واولیائہ وعلمائہ واھلہ وحِزْبہ اجمعین اٰمین واللّٰہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم و احکم [فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۴۴۸]

حضرت مفتی صاحب قبلہ عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ میں اللہ ورسول جَلَّ وَعَلا وصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی وہ عظمت ومحبت ہی تھی کہ اللہ ورسول کے دشمنوں کے مقابل اپنی عزت وآبرو سے بے پرواہوکر آپ سینہ سپر ہوجاتے۔ مولوی خلیل بجنوری نے جب اسی عقیدۂ عظمت ومحبت پر جوکہ اصلِ ایمان وجانِ ایمان ہے نقب زنی چاہی تو آپ حفظِ دین اور حفاظتِ ایمانِ مسلمین میں جانبازانہ آگے بڑھے اوراس کی کتاب انکشاف حق کا اپنی طاقت بھرردّ عجائب انکشاف لکھا اور شائع کیا

وہابیہ دیوبندیہ کی نسبت خانقاہِ **پھلواری** کے مسلک عدمِ تکفیر پر بعد ظہورِ امر آپ نے **تکفیرِ امان اللہ** پھلواروی کی تصدیق وتائید فرمائی ، جو سنّی آواز ستمبر اکتوبر ۱۹۹۶ء کے علاوہ حاشیہ لمعاتِ نور ص ۲۷ میں بھی شائع ہوئی۔ جن کلمات پر آپ نے تصدیق فرمائی وہ مختصراً یہ ہیں

> امان اللہ پھلواروی اکابر دیوبند کے کفریات پر اطلاعِ شرعی کے باوجود عدمِ تکفیر دیابنہ کا عقیدہ ومسلک رکھتا تھا اور خبثائے دیوبند کی تکفیر نہیں کرتا تھا جس کی شرعی شہادت مل چکی ہے تو لاریب من شکّ فی کفرہٖ و عذابہٖ فقد کفر کے تحت وہ کافر ومرتد خارج از اسلام ہوا۔ جو لوگ اس بے دین سے مرید ہو گیے وہ حقیقۃً مرید ہی نہیں وہ کسی سنّی صحیح العقیدہ جامعِ شرائط پیر سے مرید ہو جائیں اور دودھ سے مکھی نکال پھینکنے کی طرح امان کو اپنے دل سے نکال کر پھینک دیں۔ ۲۸ ربیع النور ۱۴۱۷ھ

مولوی **ظفر ادیبی** مبارکپوری کی تکفیر میں بھی **آپ نے تائید وتصدیق** فرمائی جو کشف نوری میں شائع ہوئی۔ جن کلمات پر آپ نے تصدیق تحریر فرمائی وہ مختصراً یہ ہیں

> مولوی **ظفر ادیبی** کے معاملہ کو حضرت مولٰینا مفتی کوثر حسن صاحب قادری رضوی نے شرعی مراحل سے گذار کر مولوی ظفر ادیبی پر کفر وارتداد کا حکم دیا ہے۔ اس کا **حکم مرتدین کا** حکم ہے۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ اُس سے دور بھاگیں اس کو اپنے سے دور رکھیں۔ دوشنبہ ۱۱ محرم ۱۴۱۸ھ ۱۹ مئی ۱۹۹۷ء

مسئلہ دائرہ میں بھی حضرت مفتی **غلام محمد** خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ کی **کمالِ حق پرستی** کہ جب آپ کے مکتوب کے جواب میں اپنی تحریر میں نے بھیجی جس

کے اقتباسات ماقبل میں گذرے اور قولِ قائل پر جس کا نہایت اجمالی وغیر واضح ذکر آپ کے مکتوب میں تھا میں نے ایک اجمالی کلام لکھا اور فتاوائے امامِ اہلسنت ج ٦ ص ۴۰ سے انکار کا توبہ ورجوع ہونا پیش کیا تھا حضرت موصوف نے اس فقیر کی تحریر ملاحظہ فرمانے کے بعد جو کہا وہ آپ کی کسرِ نفسی **حق پسندی** اور **رجوع الی الحق** میں **عارِ خلق سے بے پروائی** کا پتہ دیتا ہے گو کہ حضرات داعین الی الخیر سے آپ کے شبہ کا رفعِ شافی نہ ہوا ہو۔ چنانچہ مولانا سید حسینی میاں صاحب جناب سید عظیم الدین صاحب رضوی کے نام اپنے خط میں فرماتے ہیں

> مفتی صاحب کے انتقال سے کچھ دن پہلے میں اور مولانا سید قمر علی صاحب قادری نے مفتی صاحب سے ملاقات کی تھی ، انہوں نے صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ " لو بھائی میں نے توبہ کرلیا ، اور رجوع بھی کرلیا "

مولیٰ تعالیٰ آپ کی تربت پر اپنی رحمت ورضا کی تجلی فرمائے ، اور اس تحریر کو کہ اُس کی رحمت وعفو ومغفرت کا امیدوار ہوکر میں نے لکھی حضرت موصوف کے لیے

لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ | پچھلوں میں سچی ناموری (۱)

کرے۔ آمین بجاہ حبیبہِ الکریم علیہ الصلوۃ والتسلیم وعلی آلہ وصحبہ وحزبہ وابنہ اجمعین والحمد للہ ربّ العلمین

کتبہ الفقیر **محمّد کوثر حسن** السنّی الحنفی القادری الرضوی غفر لہ

نوری دارالافتاء دارالعلوم نوری نوری نگر ۳۱۹ گدرہوا بلرام پور یوپی پن: ۲۷۱۲۰۱

سہ شنبہ ٦/ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ ٦/ مئی ۲۰۱۴ء

---

(۱) اقتباس از پ ۱۹ ع ۹ آیت ۸۴

لمعۂ ثالثہ

درحفاظتِ اسلام ومسلمین

ازاعدائے دین

وہابیہ دیوبندیہ کی زبان وقلم سے جونکلا وہ کسی عبارت یا مسئلے سے دھوکہ کھا کر خطاء فی الفکر کے سبب نہیں نکلا ، بلکہ وہی اُن کا عقیدہ تھا۔ چنانچہ حضرت علامہ مولٰینا سید **اسمٰعیل خلیل** عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّبِّ الْجَلِیْل فرماتے ہیں

اِنّی کنت اظُنّ ان ھٰؤلآء الضالین المضلین ، الفَجرۃَ الکَفرۃ المارقین من الدین ، انما حصَل لھم ما حصل مِن سوء الاعتقاد ، مَبناہ علی سوء الفھم من عبارات العلماء الاَمجاد ، والاٰن حصَل لی علمُ الیقین الذی لا شک فیہ انھم من دُعاۃ الکَفَرۃ یریدون اِبطال دین محمد ﷺ	میرا گمان تھا یہ گمراہان گمراہ گر فاجر کافر دین سے خارج ان میں جو بداعتقادی حاصل ہوئی اُس کا مَبنیٰ بدفہمی ہے کہ عباراتِ علمائے کرام کو نہ سمجھے ، اور اب مجھے ایسا علمِ یقین حاصل ہوا جس میں اصلاً شک نہیں کہ یہ کافروں کے یہاں کے منادی ہیں دینِ محمد ﷺ کو باطل کرنا چاہتے ہیں

[حسام الحرمین تقریظ ⑥ ص ۱۰۷]

یہ لوگ امکانِ کذب کا اپنا عقیدۂ ضلالت تحریر میں بھی اور تقریروں میں بھی پھیلا ہی چکے تھے ، انکارِ علمِ غیب کا گمراہانہ عقیدہ اپنا ہی چکے تھے ـــــ پھر صریح کفر کی طرف بڑھے

اور براہینِ قاطعہ حفظ الایمان اور فتوائے کذبِ گنگوہی میں دل کھول کر ضروریاتِ دین کا انکار کیا ، اور اللہ و رسول جَلَّ وَعَلا و صَلَّی اللّٰہُ تَعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں صاف صریح توہینیں کیں .... جس نے اہلِ ایمان کے دلوں پر تیر و نشتر چلائے ، اور عرب و عجم سے بالاتفاق ان لوگوں پر بالاجماع کافر و مرتد ہونے کے احکام وفتاویٰ آئے

صوبہ بہار کے شہر پٹنہ سے متصل خانقاہِ پھلواری کے آنجہانی سجادہ شاہ امان اللہ صاحب اور اہالیانِ خانقاہ ، یونہی مبارکپور ضلع اعظم گڑھ کے مولوی ظفر ادیبی صاحب کو نہ تو وہابیہ دیوبندیہ کے عقیدۂ ضلالت سے کوئی ٹھیس پہنچی ، اور نہ ہی وہابیہ دیوبندیہ کی صریح توہینوں تکذیبوں سے ان کی تیوری پر بل آیا ، بلکہ ان کا یہ حال رہا کہ صاف دل کشادہ جبیں گویا کسی نے کچھ کہا ہی نہیں۔

حیات محی الملۃ نامی کتاب میں امان اللہ صاحب کے آغازِ سجادگی میں انہیں کے باپ اور مرشد بیعت و اجازت کی طرف نسبت کر کے انہی کے گھر انہی کی خانقاہ سے انہی کی سربراہی میں یہ چھپا

> ان اختلافات میں جو دیوبندیوں سے ہیں میں دیوبندیوں کو خاطی سمجھتا ہوں کافر نہیں کہتا یہی میرا مسلک ہے۔ جماعتِ دیوبندیہ تاویلات پیش کر رہی ہے اور اپنی برأت کفر سے کر رہی ہے [حیات محی الملۃ ص ۱۷۱]

اسی مسلکِ عدمِ تکفیر کو ماننے اسی کو بولنے اور موقع بہ موقع لکھنے کا امان اللہ صاحب کی نسبت ان کے مریدین و معتقدین میں عام شہرہ رہا ، اہالیانِ خانقاہ کو ان کی اور اپنی

نسبت اسی مسلکِ عدمِ تکفیر کا دعویٰ ونعرہ رہا ، جس پر ان کے رد ہوئے تکفیر ہوئی ، جس کا اجمالی ذکر **احکام نورانی** میں اور تفصیل اس کے **ضمیمہ** میں ہے۔ نیز اشتہار **تابشِ نورِ حق** مطبوعہ ۱۴۱۷ھ میں بھی شائع ہوا جو باختصار یہ ہے

امان اللہ صاحب کے مسلکِ عدمِ تکفیر پر

صدر مفتی الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور اعظم گڑھ

جناب علامہ **شریف الحق** صاحب امجدی کے صاف صریح **کلمات**

ـــــ اس کا قطعی یقین ہے کہ وہ [امان اللہ پھلواروی] تکفیر نہیں کرتے تھے۔ [مکتوب ۵رشوال ۱۴۱۵ھ]......امان اللہ پھلواروی کی تحریر بریلی شریف میں میں نے حاصل کی تھی جس کے ذریعہ میں نے پھلواری کے سیکڑوں مریدین کی بیعت توڑوائی اور مشائخِ اہلسنّت سے مرید کرایا۔ [مکتوب ۱۹رمحرالحرام ۱۴۱۶ھ]........اس تحریر کے علاوہ **خبرِ متواتر** سے بھی ثابت ہے کہ ـــــ **امان اللہ دیوبندیوں کی کفری عبارتوں پر مطلع ہوتے ہوئے بھی ان کو کافر نہیں کہتے تھے بلکہ مسلمان جانتے تھے**۔ بلکہ بعض روایات کی بنا پر ان کو دینی بزرگ مانتے تھے ـــــ یہ خبر بریلی شریف کے گیارہ سالہ قیام کے دوران خود امان اللہ کے **پچاسوں مریدین** سے بالمشافہہ میں نے سُنی ہے ، اور اب بھی ان کے **جملہ متعلقین** یہی کہتے ہیں کہ ـــــ وہ علمائے دیوبند کو کافر نہیں کہتے تھے مسلمان جانتے تھے ـــــ

یہ کلمات ان تین خطوط کے پارہائے نور ہیں جو موصوف نے احقر [انصار احمد جامی]
اور حاجی احمد عمر ڈوسا صاحب حشمتی کے نام ارسال فرمائے۔

مولٰینا **قمر الہدیٰ** صاحب رضوی خطیب مدینہ مسجد
ساکن لہریا ضلع سیتامڑھی کا **بیان**

_____ میں شاہ امان اللہ سے مرید تھا ، ایک روز خلوت میں دریافت کیا کہ ..... مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے مسلک پر عمل کروں یا نہیں .... تو جواب دیا _______ مولٰینا احمد رضا نے دیوبندیوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے ، میں دیوبندیوں کو مسلمان سمجھتا ہوں ، اور ان کے علماء کی اقتداء کرتا ہوں ، آپ میرے مرید ہیں ، آپ کو میری پیروی کرنی لازم وضروری ہے ___ پس میں واپس آ کر بیعت توڑ دیا ، دجّال کے پھیرے سے نکل کر خالص اہل سنت و جماعت یعنی امام اعلیٰحضرت کا پیرو ہوا ، یہ واقعہ ۱۳۸۹ھ میں پیش آیا۔ میرے بعد مولانا سلیمان لہریا شریف اور چند اشخاص سب پھلواری کی بیعت توڑ دیے ___

یہ بیان رسالہ ''خانقاہِ پھلواری اپنے آئینے میں'' مندرج ماہنامہ سنی دنیا بریلی شریف جنوری ۱۹۹۰ء کے ص ۳۴ پر چھپ کر مشتہر ہو چکا

مولانا **عبدالجبار** صاحب منظری کا **بیان**

میں عبدالجبار منظری ناظم الجامعۃ الاسلامیہ برکاتیہ عربی کالج نیپال گنج پوری دیانت کے ساتھ اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ شاہ امان اللہ صاحب پھلواروی اور ان کے عم زادہ شاہ عون صاحب پھلواروی سے میری گفتگو ہوئی تھی تو انہوں نے

کہا تھا کہ ــــ بریلوی افراط کے شکار ہیں اور دیوبندی تفریط کے۔ اور بزرگان خانقاہِ مجیبیہ کا عمل خیر الامور اوسطھا پر رہا ہے۔ اس لیے میں کسی بھی کلمہ گو کی تکفیر نہیں کرتا۔ ہاں علمائے دیوبند کی عبارتیں گندی اور پھوہڑ ہیں۔ میں ان لوگوں کو خاطی کہتا ہوں

پھر اس کے بعد شاہ عون صاحب نے مجھے رجسٹر نقل فتاویٰ دکھایا کہ ــــــ حضور عَلَیْہِ السَّلَام کے نور ہونے پر یہ دلیلیں دی ہیں۔ اور علم غیب کے ثبوت میں میری کتاب نعمت کبریٰ چھپ چکی ہے اور میلاد شریف اور عرس کے جواز میں یہ دلائل دیے ہیں پھر بھی علمائے بریلوی ہم سے کتراتے ہیں میل جول پسند نہیں کرتے بلکہ علمائے دیوبند ہم سے ملتے ہیں ندوۃ العلماء اور جمیعۃ العلماء کا میں رکن ہوں ان کے جلسوں کی کبھی کبھار صدارت بھی کرتا ہوں

اتنی ساری تفصیلی گفتگو کے بعد میں نے شاہ امان اللہ کی بیعت توڑ دی اور حضور سید العلماء کی غلامی میں داخل ہوا ۔

میں شہادت دیتا ہوں کہ شاہ امان اللہ صاحب اور شاہ عون احمد صاحب پھلواروی علمائے دیوبند کی کفری عبارتوں پر مطلع ہونے کے باوجود ان کو اور ان کے متبعین کو مسلمان سمجھتے تھے۔ ان کے متبعین علماء کی اقتداء میں نماز پڑھ لیتے تھے۔ منت اللہ رحمانی مونگیری کو نمازِ عصر کی امامت کے لیے شاہ عون احمد صاحب نے خانقاہ کی مسجد میں بڑھایا تھا اور اُن کی اقتداء میں شاہ امان اللہ اور اُن کے عم شاہ نظام اور عم زادہ شاہ عون اور دیگر خانقاہی علماء وطلباء نے نماز ادا کی۔ الحمد للہ کہ میں نے اُس کی

اقتدا اُس وقت بھی نہیں کی تھی

اسی حمایتِ کفرو کافرین وعدمِ تکفیرِ مرتدین کی بنا پر ہم نے **احکام نورانی** میں ان اہلِ پھلواروی کی تکفیر کرتے ہوئے لکھا

الحاصل بر ظاہر در بارۂ کافِّ لسان مشہور جناب امان اللہ صاحب نہ اس احتمال کی مجال ، نہ اس وقت ان کے داخل مَنْ شَکَّ ہونے میں کوئی مقال۔ [لمعاتِ نور ص ۳۹]

اور **ضمیمہ احکام نورانی** میں مذکور اس تکفیر کی تائید کی کہ

جو اہلِ پھلواری وہابیوں دیوبندیوں کی جھوٹی تاویلوں پر کان دھرتے اور قبول کرتے ہیں اور تاویل کے بہانے ان کی حمایت کرتے اور انہیں مسلمان منوانے کے درپے ہیں تو بیشک یہ بھی انہیں میں سے ہیں انہیں کی طرح کافر ہیں الخ [ایضًا ص ۶۷]

امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

عجب ان سے جو مسلمان کہلاتے اور رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم کی شان میں ایسی شدید ناپاک گالیاں سنتے اور پھر ان کی تاویل کرتے یا قائل کو کافر کہتے ہچکچاتے ہیں ، لا واللہ وہ خود اپنا ایمان اس دشنام دہندہ پر لٹاتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَاتَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَ هُمْ اَوْاِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ ؕ	تو نہ پائے گا ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہیں کہ دوستی کریں ان سے جنھوں نے اللہ ورسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا عزیز ہوں

[پ ۲۸ ع ۳ آیت ۲۲] [فتاویٰ رضویہ ج ۱۱ ص ۱۳۰]

اللہ پاک بارشِ رحمت کرے حضرت علامہ مولانا مفتی **قدرۃ اللہ** صاحب قبلہ رضوی اور حضرت علامہ خواجہ **مظفر حسین** صاحب قبلہ نوری کے مرقد پر کہ بلا خوفِ لَوْمَۃَ لَائِم **تکفیرِ اہلِ پھلواری** میں ساتھ دے کر اہلِ حق مسلمانانِ اہلسنت کے عقیدہ وایمان کی حفاظت کا سامان فراہم کیا ، اور شبہاتِ شیاطین کا رفع جس کے بارے میں امامِ اہلسنّت نے فرمایا

[قلوبِ مسلمین سے شبہاتِ شیاطین کا رفع فرضِ اعظم ہے]

[فتاویٰ رضویہ ج ۹ نصف آخر ص ۲۸٦]

اس فرضِ اعظم کو بجالانے میں ان حضرات نے جرأتمندانہ اقدام کیا۔ یونہی مولوی **ظفر ادیبی** مبارکپوری کی بھی جب ۱۴۱۷ھ میں یہاں سے تکفیر ہوئی **ان حضرات** نے بخندہ پیشانی **تصدیق وتائید** فرمائی۔

ان حضرات کے کلماتِ تصدیق یہ ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نستعینہ ونصلی ونسلّم علی حبیبہ الکریم وعلی الہ و صحبہٖ اجمعین و بعد !

رسالۂ مبارکہ ''احکامِ نورانی برامان وامانی'' اوراس کے '' ضمیمہ '' کو ازاول تا آخر دیکھا۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس کے سبھی مباحث ودلائل اور احکام ومسائل **حق وصحیح** اور سبھی منقولات بحمدہٖ تعالیٰ مطابقِ اصل ہیں۔ انھیں **بنظرِ انصاف** دیکھنے والا کوئی بھی **عالم یا عاقل** **امان اللہ پھلواروی** اور

اس کے **احزاب و اذناب** کے **کفر و عذاب** میں ہرگز ہرگز **شک** و ارتیاب میں **نہیں** رہ جائے گا۔ اور اگر دل میں اَلْحُبُّ فِي اللّٰهِ وَ الْبُغْضُ فِي اللّٰهِ کی رَمَق بھی ہے تو ایسوں سے سارے تعلقات ختم کر کے تنکا توڑ الگ ہو جائے گا۔

فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب ــ کتبه العبد **محمد قدرة اللّٰه الرضوی** غفرله نزیل الحال بدارالعلوم النوریة دولة غنج جبرہ (سارن) ۲۰/من شهر شوال المکرم ۱۴۱۷ھ من الهجرة النبویة علی صاحبها الصلاة والتحیة

مفتی کوثر حسن صاحب کے فتویٰ کے متعلق جو حکم حضرت مفتی قدرة اللّٰه صاحب نے فرمایا ہے وہ **حق اور صحیح** ہے

خواجہ مظفر حسین

مذکورۂ بالا شہادتوں کی روشنی میں فاضلِ جلیل مفتی کوثر حسن صاحب زیدمجدہ نے **ظفر ادیبی** مبارکپوری پر جو حکم وارد فرمایا ضرور **حق و صواب** ہے۔

فقط واللّٰہ تعالیٰ اعلم ۔ کتبه **محمد قدرة اللّٰه** الرضوی خادم افتاء و تدریس دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف سدھارتھ نگر۔ شب ۲۱/ شوال المکرّم ۱۴۱۷ھ

۷۸٦ حضرت مولانا و مفتی قدرة اللّٰه صاحب نے مفتی کوثر حسن صاحب کے فتویٰ کے بارے میں جو حکم فرمایا ہے وہ **حق اور صواب** ہے۔

خواجہ مظفر حسین

دیگر حضراتِ علماء جنہوں نے اس تصدیق وتائید میں حصہ لیا اُن کے اَسامی والفاظ **لمعاتِ نور** اور **کشفِ نوری** میں مطبوع وشائع ہیں ـــــــ نیز حضرت مفتی **شریف الحق** صاحب عـلیـہ الرَّحـمَة نے بھی ادیبی صاحب کی تکفیر پر تصدیق وتائید فرمائی ، جو اشتہار حکمِ شرعی بر ھَفواتِ ادیبی میں چھپ کر شائع ہوئی ، وہ من و عن یہ ہے۔

تصدیق زینتِ صدارتِ افتائے اشرفیہ حضرت علاّمہ مفتی **محمد شریف الحق** صاحب امجدی مد ظلّه العالی

۸۶/۹۲ ۷ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسئلہ ذیل میں کہ مدرسہ رضویہ بدر الاسلام بہریا ضلع گونڈہ سے شائع شدہ ایک اشتہار بنام ''حکم شرعی بر ہفوات ادیبی'' نظر سے گذرا جس میں جناب مولٰینا کوثر حسن صاحب قبلہ نے مولوی **ظفر ادیبی** پر **حکمِ کفر** صادر کیا ہے ، اور براؤں شریف کے علمائے کرام ونا گپور کے علمائے کرام اور ضلع گونڈہ کے کئی مشہور علمائے کرام کے تصدیقی دستخط بھی اس پر ہیں۔ اب ہم لوگ آپ کی رائے جاننا چاہتے ہیں ، کیا **واقعی** مولوی **ظفر ادیبی** حسام الحرمین شریف کی تصدیق نہیں کرتے؟ **کیا واقعی وہ کافر مرتد ہیں** ــــ؟

امید کہ تحقیقی و تفصیلی جواب سے نواز کر ہم لوگوں کو حقیقتِ حال سے آگاہ کیا جائے گا ، اور صاف صاف حکمِ شرع سنایا جائے گا۔ فقط سائل منیر احمد مصباحی نوری رضوی مقام سالار پور پوسٹ مکن پور ضلع بہرائچ شریف یوپی ۔

۲۲ ربیع الآخر ۱۴۱۹ھ

الجـــــــــوابـــــــــ

ان اجلۂ مفتیانِ کرام کے فتویٰ کے بعد مجھ بے حقیقت کی رائے جاننے کی کوئی حاجت نہیں تھی۔ یہ بات بہ ثبوتِ شرعی ثابت ہوچکی ہے کہ

ظفر ادیبی وہابیوں دیوبندیوں کی تکفیر نہیں کرتے ، اُن کو سچّا پکّا صحیح مسلمان جانتے ہیں ، اُن کے پیچھے نماز پڑھنے کو صحیح سمجھتے ہیں ، اور پڑھتے ہیں ، علانیہ اُن کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں ، مبارکپور کا سب سے بڑا دیوبندی مفتی جب مرا ، جس کے جنازہ میں کافی بھیڑ تھی ، دھکّے کھاتے ہوئے اس میں شریک ہوئے ، یہاں کا ایک بہت بڑا غیر مقلد مولوی مرا اُس کے جنازہ میں بھی شریک ہوئے اور نماز جنازہ پڑھی

ایسی صورت میں مَیں سوال میں مذکور علمائے اہلسنّت کی تصدیق کرتا ہوں واللّٰہ تعالیٰ اعلم

استکتبہ محمد شریف الحق امجدی

۲۷/ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ

بقلم محمود اختر المصباحی

دار العلوم اشرفیہ دار الافتاء مبارکپور اعظم گڑھ

نیز اسی اشتہار میں علامہ **عــاشــق الــرحــمــن** صاحب قبلہ حبیبی مُدَّ ظِلُّہٗ کی طرف سے بھی تکفیرِ ادیبی کی تصدیق وتائید چھپ کر شائع ہوئی جو حضرت موصوف نے کشفِ نــوری ملاحظہ فرمانے کے بعد تحریر فرمائی تھی۔ وہ بھی من وعن یہ ہے

اَلْقَرَارُ صَحِیْحٌ ، الفقیر **عاشق الرحمن** القادری الحبیبی غفرلہٗ ۲/رجب ۱۴۱۹ھ [یعنی اہل رائے کی نافذ کردہ رائے صحیح ہے]

خانوادۂ کچھوچھہ مقدسہ سے حضرت سید **محمد ہاشمی** میاں صاحب نے

تکفیرِ ادیبی کا اشتہار **حکمِ شرعی بر ہفواتِ ادیبی** ملاحظہ فرمایا

تو یہ **کلماتِ تائیدانہ** رقم فرمائے

۹۲/۶۸/۷ حامیِ سنّت قاطعِ نجدیت ماحیِ صُلحکلّیت حضرت علاّمہ مفتی کوثر حسن صاحب ! سلام ورحمت۔ آپ کا مطبوعہ اشتہار ''حکمِ شرعی بر ہفواتِ ادیبی'' نظر نواز ہوا جن کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ

ادیبی صاحب براہین تحذیر الناس اور حفظ الایمان کی عباراتِ کفریہ کی شرعی اطلاع کے باوجود ان کے مصنّفین کی تکفیر نہیں کرتے ، بلکہ کفریاتِ دیوبندیہ کو کفریاتِ اسماعیل کی طرح سمجھ کر کفِ لسان کرتے ہیں

ادیبی صاحب کے مذکورہ بیان کے شرعی گواہوں کا ذکر بھی آپ کے اسی اشتہار میں ہے۔

حضرت مفتی صاحب ! مولیٰ تعالیٰ آپ کی عمر اور علم میں مزید برکت عطا فرمائے۔ بر تقدیرِ صحت نقل اقوال ادیبی شرعاً ادیبی صاحب پر بھی وہی حکم ہے جو فتاویٰ حسام الحرمین شریف میں تھانوی نانوتوی انبیٹھوی اور گنگوہی کے لیے ہے۔ جو حفظ الایمان تحذیر الناس اور براہینِ قاطعہ کے کفر کو کفر اور اس کے مصنّف وقائل کو کافر نہ سمجھے وہ بھی شریعتِ مطہرہ میں کافر و مرتد ہے۔

مولیٰ تعالیٰ سوادِ اعظم اہلِ سنّت کو ہفواتِ ادبیی بلکہ کفریاتِ ادبیی سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ غوث وخواجہ اور مخدوم ورضا کے صدقے میں آپ سے اسی طرح احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کا کام لیتا رہے۔ جزاک اللّٰہ فی الدارین خیرا۔

فقیر اشرفی وگدائے جیلانی **محمد ہاشمی** اشرفی جیلانی۔ مؤرخہ ۲۷/اپریل ۱۹۹۷ء

نزیل پٹنہ بہار۔

اسی حمایتِ دیوبندیہ مرتدین پر ملک العلماء حضرت مولٰینا **ظفر الدین** بہاری عَلَیْہِ الرَّحْمَہ نے شہر پٹنہ صوبہ بہار کے مولوی **عبدالغفور** نامی اور شہر گیا صوبہ بہار کے مولوی **عبدالغفار** نامی دو **اشخاص** کی تکفیر فرمائی۔

اول نے لکھا تھا

> مشاہیر و مسلّم الثبوت فضلائے حنفیۂ ہند .... مثل قاسم العلوم مولانا محمد قاسم نانوتوی مرحوم ومولانا رشید احمد مرحوم گنگوہی۔

[تحفیۂ حنفیہ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ص ۱۰]

اور امامِ اہلسنت اور حضرت مولٰینا ظہور الحسین صاحب رامپوری اور مولٰینا شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری عَلَیْہِمِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان کے بارے میں لکھا تھا

> حنفی مذہب کے علماء میں یہ نہیں ہیں بلکہ بدعتی واہلِ ہوا وفسق میں سے ہیں

[ایضًا ص ۱۱]

اور دوم نے لکھا تھا

> یہ لوگ حنفی نہیں ہیں بلکہ اہلِ ہوا اور مبتدعین ہیں۔ ہندوستان میں پکے حنفی علمائے دیوبند اور جو لوگ ان کے عقائد پر ہیں وہی لوگ ہیں

[ایضًا ص ۱۲]

چنانچہ ان دونوں **اشخاص** کی نسبت یہ استفتاء ہوا کہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حامیانِ شرعِ مَتین ماحیانِ شرِّ مبتدعین اس بارے میں کہ یہ جواب مولوی عبدالغفور داناپوری و عبدالغفار صاحبان کا صحیح و درست مطابق واقع کے ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو جواب صحیح اس سوال کا کیا ہے؟ جواب مع سوال نقل مطابقِ اصل حاضر ہے۔ اور یہ دونوں جواب نویس کوئی مشہور عالم ہیں یا کون شخص ہیں؟ **والسلام مع الاکرام** ۔

[ایضًا ص ۱۲]

جواب میں ان دونوں کے رد اور **تکفیر** پر ملک العلماء حضرت مولٰینا **ظفرالدین** بہاری عَلَیْہِ الرَّحْمَہ نے ایک بسیط فتوٰی رقم فرمایا جو مولٰینا غلام محمد بہاری مولٰینا عبیدالنبی نواب مرزا بریلوی مولٰینا سید محمد عزیز غوث بریلوی مولٰینا غلام مصطفٰے ابراہیم بہاری مولٰینا سلطان احمد خاں وغیرہ کی مہرِ تصدیق نیز **دارالافتاء منظر اسلام** کی **مہر** کے ساتھ حضرت مولٰینا قاضی **عبدالوحید** صاحب فردوسی کے زیر اہتمام نکلنے والے ماہنامہ **تحفۂ حنفیہ** جلد ۱۱ پرچہ ۳ ربیع الاول ۱۳۲۵ھ میں چھپ کر شائع ہوا۔

اس میں مذکور بالا **پٹنوی و گیوی** دونوں **اشخاص** کی نسبت فرماتے ہیں

آپ ہی جیسے حضرات کے لیے مکۂ معظّمہ و مدینۂ منورہ کے مفتیانِ عظام نے صاف تصدیق فرمائی ہے کہ ـــ جو شخص اُن مذکورین دیوبندیوں کے کفر میں شک کرے وہ خود کافر ہے ـــــ کتابِ مستطاب حُسَامُ الْحَرَمَیْن عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَالْمَیْن ملاحظہ ہو .... بالجملہ پٹنی صاحب و گیوی صاحب عقل و **ایمان** دونوں سے **معذور** ہیں .... اللہ تعالٰی **ایمان** و حیا دے۔ [ص ۱۶ ، ۱۷ ، ۱۸]

●

_____" احمق بلید اپنی بدفہمی سے کلامِ حق پر ایسا اعتراض جانتا ہے جسے اعتقاد کرلیتا ہے کہ لاحل ہے ، جواب ناممکن ہے ، اور جب حق کا آفتاب

فَکَشَفْنَا عَنْکَ غِطَاءَکَ [پ ۲۶ ع ۱۶ آیت ۲۲]	تو ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھایا

کی تجلیوں سے دمکتا ہوا سر پر آتا ہے ، اُس وقت آنکھیں کھلتیں اور

وَبَدَالَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝ [پ ۲۴ ع ۲ آیت ۴۷]	اور انھیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی

جلوہ فرماتا ہے ، اگر صرف بلادت بے تعصب تھی تو ایمان لاتا ہے

تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ۝ [پ ۹ ع ۱۴ آیت ۲۰۱]	ہوشیار ہوجاتے ہیں اسی وقت ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں

ورنہ وہ آنکھیں کھلنا ، آنکھیں پھٹ کر رہ جانا بنتا ہے

فَاِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ط [پ ۱۷ ع ۷ آیت ۹۷]	تو جبھی آنکھیں پھٹ کر رہ جائیں گی کافروں کی

______" [الموت الاحمر ص ۲۷]

ادیبی صاحب کو بڑا ناز تھا اپنے اس شبہ پر جسے حمایتِ دیوبندیہ کے لیے ڈھال بنایا تھا کہ

اسماعیل دہلوی کی تکفیر مولٰینا فضل حق خیرآبادی نے کی اور اعلیٰحضرت خاموش ہیں

جب اس کا یہ **کشف** براہِ راست اُن کے ہاتھ میں دیا گیا کہ

ـــــ ''رہی علامہ فضل حق خیر آبادی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَة کی تکفیرِ دہلوی مذکور در تحقیق الفتویٰ و منقول در سیف الجبار جو اپنی قرارداده بحث میں آپ نے پیش کی تو آپ سے مسئول ـــــ کہ کیا عبارات تحقیق الفتویٰ کا مدلول کلماتِ دہلوی کا نہ فقط اُس کے کفر میں بلکہ علی الاطلاق متعیّن فی الکفر ہونا ہے؟ .... اور اگر نہیں بلکہ وہاں سبیلِ تعیّن اور ہے تو اُس کا بحالِ افادۂ یقین امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ تک وصول بالیقین ثابت ہے ؟ ـــــ ان سوالوں میں غور کرتے ہی کھل جائے گا کہ تکفیرِ دیوبندیہ سے کفِّ لسان کو تکفیرِ دہلوی سے کفِّ لسان سے کوئی علاقہ نہیں ، کہ وہ یقیناً کفر اور یہ مسلکِ مختارِ متکلمین اکابرِ اسلام'' ـــــ [کشف نوری ص ۲۴]

اس کشف کو دیکھ کر پڑھ کر سارے لوہے ٹھنڈے پڑ گئے ، زعمِ قابلیت کو کچھ کہنے کا یارا نہ رہا

وَاَنَّ اللّٰہَ لَا یَھۡدِیۡ کَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ ﴿۵۲﴾ | اور اللہ دغا بازوں کا مکر نہیں چلنے دیتا

[پ ۱۲ ع ۱۶ آیت ۵۲]

دہلوی کی تکفیر اور **دیوبندیہ کی تکفیر** میں **فرق کا منشا** اہلِ نظر کی **تحقیق کا اختلاف نہیں** ، کہ وہاں اختلاف در تکفیر سے یہاں اختلاف در تکفیر کا شاخسانہ نکالنے کی گنجائش ہو .... بلکہ **منشا** **دونوں کی بولیوں میں** **تبیُّن و تعیُّن کا اختلاف ہے**[ـــ]

ـــ اس مسئلے کا قدرے تفصیلی بیان **کشفِ نوری** **تحقیقِ جمیل** اور خصوصاً **اعلام بہ لزوم التزام** '' باضافہ '' میں دیکھنا چاہیئے۔

اُس غوی کی تکفیر میں علامہ خیرآبادی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ سے بڑھ کر اور کس کا نام اہلِ ہوا لے سکتے ہیں .... اور علامہ خیرآبادی خود اُس غوی کی بولیوں کو مُتَبَیَّن جانتے متبیّن ہی کہتے اور کفرِ لزومی ہی ٹھہراتے ہیں۔

علامہ خیرآبادی نے دہلوی کی تکفیر **استخفاف** پر کی ہے جیسا کہ مقامِ حکم میں فرمایا

کلامِ او بلاتردد واشتباہ براستخفاف اشتمال ودلالت دارد چنانکہ درمقامِ ثالث مذکورو فیما سبق مبرہن ومسطور شد [تحقیق الفتوی فارسی ص ۴۳۴ اردو ص ۲۴۷]	اُس کا کلام بلا شک وشبہ **استخفاف** پر **مشتمل** ہے ، اور استخفاف پر **دلالت** کرتا ہے۔ جیسا کہ مقامِ ثالث میں مذکور ہوا ، اور اُس سے پہلے [مقام ثانی میں] با دلائل لکھا گیا

اور اسی پر اس سوالِ دوم کا دارومدار تھا کہ

برتقدیرِ اشتمال ودلالتِ آں بر شناعتِ استخفاف حالِ مرتکب آں شرعاً چیست [تحقیق الفتوی فارسی ص ۴۳۳ اردو ص ۲۴۶]	اگر اُس کا کلام **استخفاف** کی قباحت پر مشتمل ہے اور استخفاف پر دلالت کرتا ہے تو اس کلام کے قائل کا شرعاً کیا حکم ہے ؟

سیف اللّٰـــہ المسلول حضرت علامہ **فضل رسول** بدایونی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے تینوں سوالوں کو سِلکِ واحد میں پرویا اور یوں تعبیر کیا

[**یہ کلام** حق ہے یا باطل ؟ اور حضرت رسالت پناہ ﷺ کے **استخفاف پر شامل** ہے یا نہیں ؟ اور شرعاً **اس کے قائل** کا کیا حکم ہے؟ [سیف الجبار ص ۵۹]]

بہرحال سوالِ سوم کے جواب میں علامہ خیرآبادی نے تحقیق الفتوٰی میں فرمایا

قائلِ ایں کلامِ لا طائل[1] از روئے شرعِ مبین بلا شبہ کافر و بے دین است ، ہرگز مومن و مسلمان نیست ، وحکمِ او شرعاً قتل وتکفیر است ، وہر کہ در کفرِ او شک آرد وتردد دارد یا ایں استخفاف را سہل انگارد کافر و بے دین و نا مسلمان ولعین است	اس بے فائدہ بیکار کلام کا قائل از روئے شرع بیشک کافر و بے دین ہے ہرگز مسلمان نہیں ، شرعاً اس کا حکم قتل وتکفیر ہے ، اور جو اس کے کفر میں شک و تردد کرے یا اس استخفاف کو ہلکا جانے کافر و بے دین اور نا مسلمان ولعین ہے

[تحقیق الفتویٰ فارسی ص ۲۳۴ اردو ص ۲۴۷]

اب دیکھ لیجئے کہ **علامہ خیرآبادی** نے **دہلوی** کے **کلام** کو معنیٔ **استخفاف** میں **صَـرِیْـح و مُتَعَیَّـن** ہرگز **کہیں نہ کہا**۔ بلکہ صاف واشگاف معنیٔ استخفاف کو اُس کے کلام سے **ظاہرومتبادِر** ہی بتایا۔ چنانچہ مقامِ ثالث میں کہا

سیاقِ ایں کلام در متفاہَمِ عرفِ عام دلالتِ واضحہ مُتبادِرہ بر استخفاف دارد ، کسے کہ دلالتِ ایں کلام را بر استخفاف انکار کند یا زبان نمی فہمد ومتبادِر از سیاق کلام نمی داند	اس کلام کا سیاق عرفِ عام کے محاورہ کے مطابق استخفاف پر **ظاہر مُتَبادِر** دلالت رکھتا ہے۔ جو شخص کہے کہ یہ عبارت توہین کے معنی کو نہیں بتاتی وہ یا تو زبان نہیں سمجھتا اور عبارت کے سیاق سے جو **معنیٰ متبادِر** ہے اُسے نہیں جانتا۔

[فارسی ص ۳۷۶ اردو ص ۱۸۵]

اور صدرِ مقامِ ثانی میں **اولاً** دہلوی کی یہ بولی نقل کی

---

[1] **طائِل** : فائدہ ، ولایُستعمل الّا فی النَّفْی ، یُقال: اَمْرٌ لا طَائِلَ فیه [صراح] : بےفائدہ بات

اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکمِ کن سے چاہے تو کروڑوں نبی وولی وجن وفرشتے ، جبرئیل اور محمد ﷺ کے برابر پیدا کر ڈالے [منقول در تحقیق الفتوی فارسی ص ۲۴۷]

پھر اس بولی پر ردوابطال کرتے ہوئے ایک مثال کے ذریعے آپ نے سمجھایا کہ **استخفاف کا معنیٰ** اس **بولی** سے کس طرح **ظاہر ومتبادِر** ہے۔

چنانچہ فرماتے ہیں

مراد از امکان ، **امکانِ وقوعی** بحسب نفس الامراست ، چہ در متفاہمِ عرفِ عام ہمیں **متبادر** می شود ـــــ مثلاً اگر کسے گوید ''فلاں گدا فلاں بادشاہ را بزنداں تواند فرستاد'' معنیٰ متبادِر آں امکانِ وقوعیِ فرستادنِ آں گدا مر بادشاہ را درزنداں درمتفاہمِ عرف خواہد بود ، وبرائے ہمیں اہلِ عرف آں قائل را یا وہ سراو بیہودہ گو خواہند دانست۔ واگر قائل تاویل خواہد کرد بایں کہ ''مرادِ من امکانِ ذاتی بالنظر الیٰ نفس الذات است ، وحصولِ تسلط واستیلاء بر بادشاہ مرگدا را بنظرِ نفسِ حقیقتِ انسانی ممکن است''

دہلوی کی اس بولی میں امکان سے مراد **امکانِ وقوعی** نفس الامری ہے ۔ کیونکہ محاورۂ عرفِ عام میں یہی امکان **متبادِر** ہے ، یہی فوراً ذہن میں آتا ہے۔

مثال کے طور پر اگر کوئی کہے ـــــ ''فلاں فقیر فلاں بادشاہ کو قید میں **بھیج سکتا ہے''** ـــ تو عام عرف ومحاورہ میں اس کا معنیٰ یہی ہوگا کہ ...... فقیر کی طرف سے ایسی کاروائی **ممکنِ وقوعی** ہے ...... یہی وجہ ہے کہ عام لوگ ایسا کہنے والے کو بیہودہ گو اور بکواسی جانیں گے

اور اگر وہ **یہ تاویل** کرے کہ ـــــ ''میری مراد **امکانِ ذاتی** ہے یعنی جو نفسِ ذات کو دیکھتے ہوئے ہو۔ اور نفسِ ذاتِ

کسے ایں تاویل نخواہد پذیرفت۔ چہ **امکانِ ذاتی** در متفاہمِ عرف ہرگز **متبادِر نمی شود** و بفہمِ کسے نمی آید۔ و **معنیِ متبادر** کارِ خود می کند و **تاویلِ** آں برائے تلافیِ آں کافی نمی باشد

[تحقیق الفتویٰ فارسی ص ۳۵۰ اردو ص ۱۵۵]

انسان کو دیکھتے ہوئے یہ **ممکن** ہے کہ فقیر کو بادشاہ پر غلبہ و تسلّط حاصل ہو جائے''۔۔۔ تو کوئی یہ تاویل نہیں سنے گا۔ کیونکہ **امکانِ ذاتی** ایسا معنیٰ ہے جو عرف و محاورہ میں ہرگز **متبادر** نہیں ہوتا اور کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ اور **معنیِ متبادِر** اپنا اچھا یا برا اثر ضرور لاتا ہے، **تاویل** اُس کے اثر کو ختم نہیں کرسکتی۔

یہی **الموت الاحمر** میں فرمایا کہ

جو کلمہ اپنے صاف صریح **مُتَبَیَّن** معنیٰ پر گستاخی و دشنام ہو ضرور اُسے گالی ہی کہا جائے گا، اور ضرور **مُوجِبِ ایذا** ہوگا، اگرچہ اپنے پہلو میں کوئی خفی بعید احتمالِ عدمِ دشنام رکھتا ہو، مگر مُتَعَیَّن ہرگز نہ ہوگا جب تک ہر ضعیف سا ضعیف بعید سا بعید احتمال بھی مُنْتَفِی نہ ہو جائے۔

یہ عدمِ تَعَیُّن اس احتمال پر کہ شاید مرادِ قائلِ بعید وہ پہلوئے اَبْعَد ہو صرف بطورِ متکلمین مقامِ احتیاط میں اُسے تکفیر سے بچائے گا، اُس کے ارادہ پر ہم کو جَزْم نہ دے گا، **نہ یہ کہ وہ گالی نہ رہے، یا ایذا نہ دے**۔

بھلا اگر کوئی شخص خباب دہلوی و تھانوی صاحبان کو ایسا لفظ کہے تو کیا وہ اسے اچھا جان سکتے ہیں؟ یا اس سے ایذاء نہ پائیں گے؟ کیا لفظ کان تک آتے ہی ذہن کو اپنے **ظاہر متبادِر** معنیٰ کی طرف فوراً متوجہ نہیں کرتا؟ اور

> جب وہ دُشنام وقبیح ہیں تو کیا **ایذا نہ** دیں گے؟ قطعاً دیں گے جس کا انکار نہ کریگا مگر مُکابِر ∵ تو واضح ہوا کہ ــــــ گالی ہونا اور ایذا پانا نہ تعین پر موقوف ، نہ خاص معنیٔ قبیح نیتِ قائل جاننے پر دلیل۔ [الموت الاحمر ص ۳۲ ، ۳۳]

الغرض بلا شک وشبہ ظاہر و واضح ہے کہ **علامہ خیر آبادی** دہلوی کی بولی میں استخفاف کو **مُتَبَیَّن و مُتَبَادِر** ہی جانتے ہیں متبیَّن و متبادِر ہی کہتے ہیں ، متعیّن ہر گز نہیں جانتے ہیں ، متعیَّن ہر گز نہیں کہتے ہیں

یہی وجہ ہے کہ انہوں نے **اَلْمُعْتَقَدُ الْمُنْتَقَد** پر فصاحت و بلاغت سے پُر اور تائید وحمایت سے بھر پور **تقریظ** لکھی ــــ حالانکہ علامہ **فضلِ رسول** بدایونی قُدِّسَ سِرُّہٗ نے .... باوجودیکہ سَیفُ الْجَبَّار میں علامہ خیر آبادی کی طرف سے دہلوی کی تکفیر تک **نقل فرمائی** ، جس کا شافی وکافی بیان **تحقیقِ جمیل** کی **تقدیم** میں ہے .... مگر خود **دہلوی کی تکفیر نہیں فرمائی** ، جیسا کہ **تحقیقِ جمیل** میں ہم نے مفصلاً بیان کیا۔ اور عرب وعجم کے علمائے اہلسنّت کا اُس غوِی وغَبی کی تکفیر میں اختلاف فرمانا بھی تحریر کیا ، کہ حضرت تاج الفحول علامہ شاہ **عبدالقادر** بدایونی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے **تلمیذ** ارشد علامہ قاضی **عبدالوحید** فردوسی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃُ وَالرِّضْوَان اپنی تصنیف صَمْصَامِ سُنِّیَت بَگلوئے نجدیت میں فرماتے ہیں

> لزومِ کفر و ضلالت و بددینیِ اسماعیل تو یقیناً ثابت۔ ہاں تکفیر و عدمِ تکفیر میں اختلافِ ائمۂ فقہاء و متکلمین ہے۔ [صمصامِ سنیت ص ۸۸]

دُشنام : گالی ، **قبیح**: برا ، **مُکابِر**: ناحق جھگڑنے والا **غوِی** : گمراہ ، **غَبی**: بے وقوف

یہاں تکفیر دہلوی کا دعویٰ خود نہ تھا۔ اور اُس کی ضلالت پر
تمام علمائے اہلسنت ہندی و غیر ہندی متفق [ص۹۰]

اور حضرتِ بابرکت مولینا سید **حسین حیدر** میاں صاحب قبلہ مارہروی قُدِّسَ سِرُّہٗ
اپنی تصنیف رَغْمُ الْھَازِل میں فرماتے ہیں

وہ سب حضرات حرمین شریفین اور ہندوستان کے جو **وہابیہ**
کو **گمراہ** یا **کافر** ٹھہرا کر اُن کے رد میں مشغول ہوئے وہ سب
ندوہ کے مخالف ہیں ، اور ندوہ اُن کے مخالف ہے۔ [ص۱۲]

●

تَبَیُّن و تَعَیُّن مُتَبَیَّن و مُتَعَیَّن کی تعبیرات جو الموت الاحمر میں آئیں طبائعِ
قاصرہ اُن سے متوحش نہ ہوں۔ جو فتویٰ صدرِ کتاب آخرِ نامۂ اول میں منقول ہے
اُس میں امامِ اہلسنّت نے علامہ کمال الدین **ابن ہمام** قُدِّسَ سِرُّہٗ جیسے فقیہِ محقق
علی الاطلاق بالغِ مرتبۂ اجتہاد سے جو نقل فرمایا

مَاغلَب استعما لُه فی معنیً بحیث یَتبادَر حقیقةً او مَجازًا صریحٌ ، فان لم یُستعمل فی غیره فاولیٰ بالصَّراحة [الموت الاحمر ص ۵]

جس لفظ کا ایک معنی میں استعمال اکثر و بیشتر ہو کہ وہ معنی عام ازیں کہ حقیقی ہو یا مجازی فورًا [اُس لفظ کو سن کر] ذہن میں آتا ہو تو وہ لفظ **صریح** ہے۔ پھر اگر دوسرے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہی نہ ہو تو وہ **اعلیٰ درجہ صریح** ہے۔

یہ تعبیراتِ مذکور بالا کے لیے کافی ووافی قدوہ ہے

●

رہا یہ کہ عباراتِ دہلوی میں **وہ احتمال** کیا ہے ؟.........جس کی بنا پر امامِ اہلسنّت وغیرہ علمائے مِلّت نے براہِ احتیاط اس غوی غبی کی تکفیر سے کفِّ لسان فرمایا ؟..........

یہ **سوال** اگر معاندین و **دشمنانِ دین** کا ہے تو نیا نہیں بہت پہلے ان کے پیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی بہ لباسِ باطنی کر چکے ۔ چنانچہ الموت الاحمر [ص ۳۸ و حاشیہ ص ۱۹] میں ہے

> صراط مستقیم کی عبارت میں احتمال کیا ہے تا کہ دیکھا جائے کہ اس قسم کا احتمال براہین تحذیر حفظ الایمان میں بھی ہے یا نہیں

اس **سوال** کے **جواب** میں بفیضِ امامِ اہلسنت حضور مفتیِ اعظم سیدی شاہ مصطفےٰ رضا قُدِّسَ سِرُّھُمَا نے فرمایا

> اے سبحٰن اللّٰہ ! ہم سے پوچھ کر اُن کی بگڑی بنایئے گا ، اُن بگڑوں سے آپ تو اپنی بگڑی بنی نہیں ، اور تو خاموش ، اور آپ تھانوی صاحب خود اپنی تکفیر میں گرمجوش۔

> بفرضِ محال اگر آپ خود یا احتمال فی الدہلوی ہم سے پوچھ کر اُس کے قیاس پر کوئی احتمال اُن کی عبارتوں میں نکال سکیں ، تو وہ اُن کو کیا نفع دے گا ؟ وہ احتمال اُن کی مراد نہ ہونا ظاہر ہو چکا ، کہ مراد ہوتا تو کبھی کے اُگل دیتے ، اب اُن کی طرف سے آپ نیت کریں گے ؟ یہ وہی چاند پوری والی وکالتِ تھانوی ہے ، خاطر جمع رکھئے ، آپ کی نیت سے وہ مسلمان نہ ہو سکیں گے ، ابھی تو دُرِّ مُخْتَار سے سن چکے ، کہ ـــــ مفتی کا پہلو نکالا ہوا کافر کو نفع نہ دے گا ـــــ نہ

کہ آپ مفت ہی کا پہلو نکال کر اُنھیں مسلمان بنالیں۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ دیوبندی عبارتیں اگر بفرضِ غلط متعین نہ تھیں تو اب اُن کے کفر میں متعین ہوگئیں ، کہ اگر ان میں کوئی پہلوئے اسلام اُن کی مراد ہوتا تو کب کے بتا چکتے ، کس دن کے لیے اٹھا رکھتے ؟

کَذٰلِکَ الۡعَذَابُ ؕ وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ اَكۡبَرُ ۘ لَوۡ كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ۟	مار ایسی ہوتی ہے اور بیشک آخرت کی مار سب سے بڑی کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے

[پ ۲۹ ع ۳ آیت ۳۳]

اگر کہیے گنگوہی و نانوتوی سے کفر نہ اٹھے میں تو خود تھانوی ہوں تو خباب فرقِ حیثیت نہ گمایئے ، آپ سولہ برس تک عاجز آکر بسط البنان میں کچھ نہ بنا کر اب لباسِ باطنی میں آکر ہم سے سیکھ کر اپنی بگڑی بنا کر کیونکر نجات پاسکتے ہیں ؟

مَعھٰذا جب گنگوہی و نانوتوی کافر ہے ، اور وہ ایسے کافر ہیں کہ من شک الخ اور آپ ان کو مسلمان بلکہ اپنا امام جانتے ہیں ، تو آپ پھر کافر کے کافر ہی رہے

[الموت الاحمر ص ۳۸ ، ۳۹]

باقی اہلِ حق اہلسنّت مشتغلین علم کہ روشِ بصیرت پر مشی کے خواہاں اور درک احتمال کے قاصد ہوں انہیں صَمۡصَامِ سُنّیت قاضی عبدالوحید صاحب فردوسی جَمَالُ الۡاِیۡمَانِ وَالۡاِیۡقَان حضرت شیر بیشۂ سنت نیز فتاویٰ رضویہ و فتاویٰ مصطفویہ وغیرہ کُتُبِ اکابِر کی طرف بہ صدقِ طلب مراجعت لازم۔ مثلاً

صَمۡصَام : تیغِ بُرّاں کہ باز نہ گردد [صراح] : کاٹنے والی تلوار جس کی دھار نہ مڑے اور وار خالی نہ جائے

دہلوی نے تقویت میں کہا

جتنے پیغمبر آئے ہیں سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانے اس کے سوا کسی کو نہ مانے ص ۱۴،۱۵ اللہ صاحب نے فرمایا کسی کو میرے سوا نہ مانیو ص ۱۴ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان ص ۷ اوروں کو ماننا خبط ہے [تقویت ص ۱۴]

اسے نقل کر کے امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے **رد** میں فرمایا

[یہاں انبیاء و ملٰئکہ و قیامت و جنت و نار وغیرہا تمام ایمانیات کے ماننے سے **صاف انکار کیا** [کَوْکَبَۂ شَھابِیہ ص ۱۹]]

اس پر **دہلوی کی حمایت** میں حیدر آباد سے **کسی** نے لکھا

یہ معنی کہ ــــ جنت و نار و ملٰئکہ و کتب آسمانی وانبیاء عَلَیْھِمُ السَّلَام کو مت مانو ــــ آپ نے اُن الفاظ سے بطورِ لزوم نکال لئے جن سے کفر ثابت نہیں ہوسکتا [صمصام سنیت ص ۸۶]

حضرت قاضی عبدالوحید فردوسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالیٰ عَلَیْہ نے اس کے **رد** میں فرمایا

اقول :۔ سرکار نے دریں چہ شک کی طرح یہ لزوم لزوم کا سبق خوب یاد کرلیا ہے ، محل ہو یا نہ ہو اس کی رٹ لگا دیتے ہیں۔

اُس کا قول تھا ــــــــ ”اللہ کے سوا کسی کو نہ مانے اللہ نے فرمایا میرے سوا کسی کو نہ مانیو اللہ کے سوا کسی کو نہ مان “ ــــ یہ سلب کلی ہیں ، چوتھے لفظ تھے ــــ ” اوروں کو ماننا محض خبط ہے “ ــــ یہ ایجاب کلی ہے۔

کیا اُن **تین** میں **عُمومِ سلب** اس **اخیر** میں **شُمولِ ایجاب** ان لفظوں کا **صریح منطوق** نہیں ؟ لازم آجاتا ہے ؟ کیا عام کے نیچے اُس کے افراد

بحسبِ صریحِ لفظ داخل نہیں ہوتے ؟ بطورِ لزوم سمجھے جاتے ہیں ؟ سرکار کچھ تو عقل کے موافق فرمایا کریں ، یا مخالفتِ دین و عقل دونوں کا لزوم نہیں ، التزام ہے ؟

یہاں **دقیقہ** یہ ہے کہ کوئی کافر سا کافر جب مسلمان بن کر عوامِ مسلمین کو گمراہ کرنا چاہے تو انکارِ ضروریاتِ دین اگر کرتا بھی ہے تو پردۂ تاویل میں [کرتا ہے ، کیوں] کہ مثلاً صاف صاف کہہ دے ــــ'' کہ حشر جھوٹ ہے ، جنت غلط ہے ، نار باطل ہے '' ــــ تو ہر جاہل سا جاہل مسلمان اُس کا کفر سمجھ جائے ، جال میں نہ آئے۔

ہاں اِن کا انکار پیرِ نیچر کی طرح کرے گا تو یوں کہ ــــ'' حشر ضرور حق ہے ، مگر اُس سے مراد حشرِ ارواح ہے نہ نشرِ اجساد ، جنت و نار ضرور ہیں ، مگر کچھ روحی لذّت و اَلَم ہیں نہ یہ مکانات ، ملٰئکہ قوتِ باطنی کا نام ہے ، ابلیس قوتِ بدی ، جن جنگلی آدمی ، آسمان مطلق بلندی وغیر ذلک '' ــــ

جب عامّۂ ضروریات میں یہ حال مُجَرَّب و مُشاھَد اور یہی اُن کی غرضِ فاسد کا مُسعِد تو خاص اَخصُّ الْخَواص یعنی نفسِ کلمۂ طیبہ سے کھلم کھلا **انکار** اُن کی عادت وغایت کے لحاظ سے **مُسْتَبْعَد**۔ **لهذا** اس معنیٰ کے **ارادے** میں **شبہہ** نے راہ پائی ، اور ہمارے علمائے محتاطین دقیقہ رس محققین نے **تکفیر** میں **احتیاط** فرمائی۔

مُنکِر بیدولت ہمارے علماء کی شدتِ احتیاط دیکھے ، اور بدگو مُفتَرِی اپنے

اِفترائے تکفیر کو بیٹھ کر روئے [صمصامِ سنیت ص ۸۶ ، ۸۷]

اور مثلاً جمال الایمان والایقان میں فرمایا

امام الوہابیہ نے اپنی گالی کا پردہ یہ رکھا کہ ـــ ہم نے تو اللہ کی شان کے روبرو کہا ہے ـــ [فتاویٰ حشمتیہ ص ۳۰۷]

اسی کی طرف حَجْبُ العَوَارِ عَنْ مَخْدُوْمِ بِہار[1] کے اس مقام میں اشارہ ہے جہاں فرمایا

تو پردہ کھل گیا [فتاویٰ رضویہ ج ۶ ص ۳۱۳]

یہ ایک نمونہ تھا ، اور ـــ عقلمند را اشارہ کافی ست

رہ گئے فاقد البصیرت وہ اگر مُعتقِد و مُحِبِّ حق ہیں تو ضرور اپنے اوپر اِتّباعِ اہلِ حق لازم جانیں گے۔ سیدنا **امام غزالی** قُدِّسَ سِرُّہُ العَالِیٰ فرماتے ہیں

والبُلْه مِن العَوامّ بمَعزِل عن فَضِيحة هـذه الـمَهْـواة ، فليس فى سَجِيَّتهم حُـبّ التـكـايُـس بـالتشبُّه بذَوِى الـضـلالات ، فـالبَلاهة ادنىٰ الى الـخَلاص من فَطانةٍ بَتْراءَ ، والعَمٰى	ناسمجھ عوام اس قعرِ مذلّت سے کنارہ کش ہیں ، کیوں کہ ان کی طبیعت میں یہ چاہت نہیں کہ گم گشتگان چاہِ ضلالت کا روپ دھار کر نرم مزاج بنیں ، تو ناسمجھی ادھ کٹی سمجھ سے اچھی کہ نجات سے قریب تر ہے ، اور نابینائی بھینگی

---

[1] تاج العروس اور معجم وسیط میں ہے حَجَبَهُ (ن) **حَجْبًا** : مَنَعَهُ عن الدخول او الميراث : اُسے درآنے سے روکا ، یا میراث سے محروم کیا ـــ **العُوار** ، مُثَلَّثَةً : العَيْبُ ـــ یعنی حضرت مخدومِ بہار قُدِّسَ سِرُّہٗ پر وہابیہ نے جو تہمت لگائی اُس کا دفع و جواب۔

أقرب الی السَلامة من بَصیرة حَوْلَاءَ | نظر سے بھلی کہ سلامتی سے نزدیک تر ہے

[ناسمجھ اپنی ناسمجھی کا اعتراف اور اَسلاف کی سمجھ پر اعتماد کرکے نجات پالے گا۔ نابینا خود کو صاحبانِ نظر، مشاہدہ کُنانِ نورِ ہدایت کے سپرد کرکے ظلمتِ کُفر وضلال سے بچ جائے گا۔]

[تعاقُبِ فلاسفه درحل تہافُت الفلاسفه ص ۷۹]

ولِھٰذا حضور مفتیِ اعظم سیدی شاہ مصطفےٰ رضا رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ نے الموت الاحمر میں فرمایا

عباراتِ براہین وتحذیر وحفظ الایمان خود قائلین متعین سمجھے ہوئے ہیں، کہ کوئی پہلوئے اسلام نہیں نکال سکتے، اور خود آپ تھانوی صاحب نے تو [بسط البنان میں] صراحۃً اپنا کافر وخارج از اسلام ہونا لکھ دیا، تحریری اقرارِ کفر چھاپ دیا۔

[رہا] صراطِ مستقیم کا نامتعین ہونا [تو وہ] یوں ہے کہ ـــــ وہ اَجِلّہٗ اکابر بندگانِ خدا کہ بِفَضْلِہٖ تَعَالیٰ

وَلَایَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ ط [پ ۶ ع ۱۲ آیت ۵۴]	اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے

کے مصداق ہیں جوان مرتدین کے جیتے جی ان کو کافر ومرتد کہہ رہے ہیں اور مرتدین کو کچھ بن نہیں آتی کہ اپنا کفر اٹھائیں اُنہوں نے مردہ دہلوی کی تکفیر سے کفِ لِسان فرمایا ـــــ امام باقِر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ پر مولیٰ عَزَّ وَجَلَّ کی بیشمار رحمتیں، کیا خوب فرمایا کہ

ـــ ’’خوف زندوں کا ہوتا ہے نہ کہ مردوں کا، فَعَلَ اللّٰہُ بِھِشام کَذا وَ کَذا‘‘ ـــ

اگر دہلوی کی عبارت بھی متعین ہوتی ، تو اُس مرے ہوئے کا کیا خوف تھا
کہ اُس کی تکفیرِ قطعی کلامی سے کفِّ لِسان فرماتے ؟ [الموت الاحمر ص ۳۸]

اللہ پاک حق سے محبت اور اپنے نیک بندوں کے نقشِ قدم کی سچی پیروی دے ، اور اُس دن جبکہ سایہ نہ ہوگا اُن کے سائے میں امن وامان نصیب کرے۔ اٰمِیْن وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا مُحَمَّدٍ وَّعَلیٰ آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَحِزْبِہٖ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ سَیِّدِنَا الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ اَجْمَعِیْن

رَجَبُ الْمُرَجَّب ۱۴۳۵ھ مئی ۲۰۱۴ء

لمعۂ رابعہؔ

درشیرازہ بندیِ اہلسنت

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی ونسلّم علٰی رسولہ الکریم وعلٰی اٰلہ الفخیم

جماعت کی شیرازہ بندی جس کے آپ طالب ہیں اس کے سب شرکاء کے مخلص ہونے کی ضمانت نہیں ہوسکتی ، بہت ہوا کا رخ دیکھ کر شریک ہوجاتے ہیں ، یا کم ازکم یوں کہ آج

ــــــ یہ وہ لمعہ ہے ، جو دینی سیمنار ، انجمن جامعہ حبیبیہ الہ آباد ، منعقدہ چہارشنبہ وپنج شنبہ ۱۵/۱۶/ جمادی الآخرہ ۱۴۳۵ھ ۱۶/۱۷/ اپریل ۲۰۱۴ء کے ان **سوالات** کے **جواب** میں بھیجا گیا تھا کہ

- امتِ مسلمہ پر تحقیقات جدیدہ کے اثرات کیا ہوسکتے ہیں؟
- جماعت کا مفہوم ، اس کے مقاصد اور اس کے تقاضے کیا ہیں؟
- انتشار کا مفہوم کیا ہے؟ جماعتی انتشار کا مفہوم ، اس کا دائرہ اور اس کے اسباب کیا ہیں؟ اس کے مضر اثرات کیا کیا ہوسکتے ہیں؟ اس کا ذمہ دار کون ہے؟
- جماعتی انتشار کا سدباب کیوں ہونا چاہئے اور کیسے ہونا چاہئے؟

قریبِ اختتام صرف یہ کلمات کہ ـــــ ''کاش اتنا تو ہوتا ....[تا]........... اُسی کے اختیار میں ہے''ـــــ حضرت مصنف مُدَّ ظِلُّہُ النُّوْرَانِی کے تازہ افاضہ ہیں۔ فقط اسرار احمد نوری

ہوا کا رخ مخالف نہیں ہے ، وہ بوقتِ آزمائش پیٹھ دکھائیں گے ، اور اُنہیں پیٹھ دکھانا ہی ہے ، اس وقت کچھ اسیرانِ فکرِ معاش بےفکراز حُسنِ مَعاد ان کی کنارہ کشی پر ماتم برپا کریں گے ، جماعت کی شیرازہ بندی کا نعرہ لگا کے مداہنت و دین شکنی کو تلطف ونرمی کا جامہ پہنا کر کام میں لائیں گے ، اور کچھ سادہ لوح ان کے دامِ فریب میں آئیں گے ، یہ کوئی نئی یا موہوم بات نہیں ، ہوتا آیا ہے ، تو اُس وقت حفظِ دین اور حفاظتِ مسلمین کی آپ کے پاس کیا سبیل ہے؟

آج الحاق کی اپنی آنکھوں سے خلافِ شرع شرطیں دیکھ کر کتنے ہیں جو اس سے متنفر و بیزار اور کنارہ گزینی کو تیار ہیں؟ ...... گورنمنٹ نے کب لازم کیا کہ خواہی نخواہی تم الحاق کراؤ ہی؟ مگر اس کے پیچھے سرپٹ بھاگتے ہیں ، یونہی نکاح وطلاق یا بیع وشراء وغیرہ معاملات کے مقدمات گورنمنٹ نے کب مطالبہ کیا کہ تم انہیں کورٹ میں پہنچاؤ ہی؟ ...... اگر مسلمان شریعتِ مطہرہ کے مطابق اسلاف و امامِ اہلسنت کے فرمودات سے فیصلہ چاہیں ، وہی کریں ، اُسی پر راضی ہوں ، یا دیندار اور اشراف لوگ ان میں باہم صلح کرادیں ، تو گورنمنٹ کو کب تعرض ہے؟ ...... گورنمنٹ نے خود صلح کا شعبہ قائم کر رکھا ہے ، بلکہ صلح کی ترغیب اور پذیرائی اور اس پر حوصلہ افزائی کا بھی سامان کیا ہے

تو ضرورت اس بات کی ہے کہ خوفِ الٰہی وحُبِّ رسالت پناہی جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم اور فکرِ آخرت پہلے اپنے پھر اپنے متعلقین کے دلوں میں لانے کی جدوجہد کی جائے ، حکمِ الٰہی کی عظمت کا احساس کر کے شریعتِ مطہرہ کی اطاعت اور اسلاف کی اتباع کا جذبہ پیدا کیا جائے ، اللہ ورسول کے دشمنوں

کافروں سے نفرت و بیزاری وہ صرف زبان سے کہنے کی بات نہیں بلکہ اُسے دل کی گہرائیوں میں اتارنے کی ضرورت ہے ، کہ آخرت کے ہمیشگی کے گھر میں اس سے کام پڑنے والا ہے

[اس وقت مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے کہ انہیں اِلٰہیّات و نبوّات کے عقائد سکھائے جائیں ، اللہ کو اللہ رسول کو رسول جاننے اور ماننے کے معنی بتائے جائیں ، ان کا ایمان سنبھالا جائے [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۲۷]]

غرض مسلمان ذی علم یا بے علم اپنے قلب و ذہن کو فکرِ آخرت میں ڈبائے ، پھر اپنے متعلقین کو پیہم اس کی نصیحت کرے ، تو وہ فرد بھی ہے افراد بھی ، تنظیم بھی ہے جماعت بھی ، پھر وہ اپنے ہزار گروہ اور ہزار اختلاف کے باوجود ایک ہوں گے ، صحابہ کے آپس میں تو تلواریں چلیں ، پھر وہ ایک دل ایک جان تھے ، تلوار اٹھانے والوں کے لیے بھی ان کے دل میں ویسی ہی جگہ تھی جیسی ہمنواؤں کے لیے تھی رَضِیَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ عَنْھُمْ اَجْمَعِیْن

باقی وہ لوگ جو جان بوجھ کر عیشِ آخرت کے اوپر دنیا کے فانی عیش کو ترجیح دے کر نشۂ دنیا میں مخمور ہیں ، انہیں آپ لگام نہیں دے سکتے ، اور مردہ لاشوں کو کھڑی کر کے قلعہ فتح ہونے کی امید رکھنا عبث ہے ، آپ سے کل مطالبہ اتنا ہی ہے جتنا آج آپ کے بس میں ہے

کُلّکم راعٍ و کلّکم مسئول عن رعیتہٖ [بخاری شریف ج ۱ ص ۱۲۲]	تم سب اپنے متعلقین کے سردار و حاکم ہو ، اور ہر حاکم سے روزِ قیامت اُس کی رعیت کے باب میں

سوال ہوگا [فتاویٰ رضویہ ج ۳ ص ۱۸۸]

مسلمان کی حقیقی زندگی آخرت ہے امامِ اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہٗ فرماتے ہیں

[محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دامنِ پاک اپنے سایہ میں لے ، دنیا نہ ملے نہ ملے ، دین تو اُن کے صدقے میں ملے]

[اَلْمَحَجَّۃُ الْمُؤْتَمَنَۃ فِیْ آیَۃِ الْمُمْتَحِنَۃ ص ۱۴۱]

اور جلد ہفتم میں فرماتے ہیں

[جو آج بے قیدی چاہے کل نہایت سخت شدید قید میں گرفتار ہوگا ، اور جو آج احکام کا مُقَیَّد رہے کل بڑے چین کی آزادی پائے گا ، دنیا مسلمان کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ، مسلمانوں سے کس نے کہا کہ کافروں کے اموال کی وسعت اور طریقِ تحصیل کی آزادی اور کثرت کی طرف نگاہ پھاڑ کر دیکھے ، اے مسکین تجھے تو کل کا دن سنوارنا ہے

یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۹﴾ [پ ۱۹ ع ۹ آیت ۸۸،۸۹]

جس دن نہ مال نفع دے گا نہ اولاد مگر جو اللہ کے حضور سلامت والے دل کے ساتھ حاضر ہوا

اے مسکین ! تیرے رب نے پہلے ہی تجھے فرما دیا ہے]

ـــــ یعنی ’’سورۂ مُمْتَحِنَۃ کی آیت نمبر ۸ ، ۹ کی تفسیر میں معتبر و معتمد مسلک‘‘ اَلْمَحَجَّۃُ : الطریق ، وقیل : جَادَّۃُ الطریق [تاج] : راستہ ، عمدہ راستہ ـــ اِئْتَمَنَ فُلَانًا عَلیٰ کذا : وَثِقَ بِہٖ وَاطْمَئَنَّ اِلَیْہِ [معجم وسیط] ، اعتماد کردم اورا [صراح]: اس سلسلے میں فلاں پر اطمنان اور بھروسہ کیا

وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ ۭ وَ رِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى ﴿۱۳۱﴾ [پ ۱۶ ع ۱۷ آیت ۱۳۱]	اپنی آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ اس دنیوی زندگانی کی آرائش کی طرف جو ہم نے کافروں کے کچھ مردوں وعورتوں کے برتنے کو دی تا کہ وہ اس کے فتنے میں پڑے رہیں اور ہماری یاد سے غافل ہوں اور تیرے رب کا رزق بہتر ہے اور باقی رہنے والا

[فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۱۱۰]

فرعیاتِ فقہیہ جن کی نسبت اپنے زمانے سے متعلق کلام کرتے ہوئے اُن میں اختلاف کی جو وُجوہ امامِ اہلسنت نے گنائیں کہ

باقی رہیں فرعیاتِ فقہیہ جن میں وہ مختلف ہو سکتے ہیں خواہ بسببِ اختلافِ روایات ، خواہ بوجہِ خطائی الفکر ، یا بسببِ عجلت وقلّتِ تدبر ، یا بوجہِ کمیِ ممارست ومزاولتِ فقہ [فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۳۰]

آج ان میں سے کس کی کمی ہے؟......... امام نے انہیں گنا کر فرمایا

[ان میں فقیر کیا عرض کرے]

تو اب بولنے کے لیے کیا رہ گیا؟ ہاں

لا عاصم الیوم اِلّامَن رحِم ربّی [المعتمدالمستند ص ۲۰۰]	آج کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے

پرنظر بڑی دولت ہے ، **اتباعِ حق** اور **رجوع الی الحق** عظیم عزت ہے۔

امامِ اہلسنت سا عالمِ جلیل الشان جنہوں نے اپنے **العطایا النبویة فی الفتاوی الرضویة** کی نسبت تَحدُّثًا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ تَعَالیٰ خود فرمایا

واَطْمَعُ ان یسلُک ربّی بمَنّه و کَرَمه فتاویٰ هذهٖ فی سِلْکها [ای سلک الشروح التی دون المتون و فوق الفتاویٰ]	امید کہ میرا رب اپنے احسان و کرم سے اس فتاویٰ کو شُروح کے زمرہ میں کرے [جن کا مرتبہ متون سے نازل اور فتاویٰ سے عالی ہے]
[حاشیہ فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۸۱۰]	

وہ امامِ جلیل الشان ۱۳۳۶ھ میں جبکہ فتاویٰ جلدِ اول کی ترتیب دے رہے ہیں اپنے صاحبزادے حضور سیدی مفتیٔ اعظم رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهُمَا سے جن کی عمر اس وقت ۲۶ سال ہے مسئلۂ تیمّم میں ایک تقیید کا مشورہ قبول فرماتے ہیں ، چنانچہ متن میں یہ مسئلہ تھا

> اگر [دوسرے کے پاس پانی پایا [فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۴۹] اور] اسے ظن غالب تھا کہ [وہ] نہ دے گا یا شک تھا اور اس نے تیمّم سے نماز پڑھ لی بعدہٗ اس نے پانی دیدیا بطورِ خود خواہ اس کے مانگے سے تو نماز نہ ہوئی

[فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۶۳ ، ۷۴۹]

اس پر حاشیہ میں فرمایا

> ولدِ عزیز مولوی مصطفیٰ رضا خاں سَلَّمَهٗ ذُوالْجَلَالِ ورقّاه الی مَدارج الکمال نے یہاں ایک تقییدِ حَسَن کا مشورہ دیا کہ — صاحبِ آب کے پاس اُس وقت کے بعد نیا پانی اور نہ آگیا ہو ، ورنہ آبِ کثیر میں سے دیدینا اُس ظن و شک کو کہ قلتِ آب کی حالت میں تھا دفع نہ کرے گا [یعنی نماز اس کی ہوگئی] کان ذلک عند تبییض

الرسالہ للطبع فی ۱۶/من المحرم الحرام ۱۳۳۶ھ وللّٰہِ الْحَمْدُ

اقول: ۔ یہ قید ضرور قابلِ لحاظ ہے ، اگرچہ کتابوں میں نظر سے نہ گذری ، کہ علماء نے اُسی حالتِ موجودہ پر کلام فرمایا ، اور یہاں یوں تفصیل مناسب کہ ___ اگر وہ ظنِّ منع بربنائے قلتِ آب تھا تو بعد کثرت دینا اُس [ظنِّ منع] کا تخطیہ نہ کرے گا ، [یعنی نماز ہو جائے گی] اور اگر اور وُجوہ سے تھا مثلاً صاحبِ آب سے رنجش یا ناشناسائی یا اُس کی نسبت گمانِ بخل تو ضرور اُس گمان کی غلطی ظاہر ہوگی [یعنی نماز نہ ہوگی] کما لا یَخفیٰ واللّٰہ تعالیٰ اعلم فلیراجع ولیحرر ۱۲ منہ

[فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۷۶۳]

نیز تحصیلِ دنیا کی رَو میں اندھا دھند بہنے والوں سے مخاطب ہوتے ہوئے بھی کیسا کلام کیا کہ جس میں اسلاف کے سچے نام لیوا کے لیے عظیم درس وعبرت ہے ، فرماتے ہیں

دست بستہ معروض کہ تھوڑی دیر نیچری تہذیب سے تنزل فرما کر وہ آیتیں کہ شروع فتویٰ میں تلاوت ہوئیں اُن پر ایمان لا کر ان مَباحثِ علمیہ واحکامِ اِلٰہیہ کو بغور سن لیجیے ___ اگر بفرضِ باطل ہماری غلط فہمی ہے حق وانصاف سے بتا دیجیے۔ ہمیں بحمد اللّٰہ تعالیٰ ہرگز وہ نہ پایئے گا جو سمجھ لینے کے بعد باطل پر اصرار حق سے انکار نار پر عار اختیار کر رہے ہیں۔

اور اگر سمجھ جاؤ سمجھ کیا جاؤ گے تمہارے سمجھ وال سمجھ ہی رہے ہیں

کہ دیدۂ ودانستہ حق سے الجھ رہے ہیں حرام کو حلال حلال کو حرام کا جامہ پہنایا

اسلام کو کفر کفر کو اسلام بنا کر دکھایا ہے تو ماننے نہ ماننے کا تمہیں اختیار ہے ،
اور جزاء وحساب وکشفِ حجاب روزِ شمار ۔

يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ ۙ فَمَالَهٗ مِنْ قُوَّةٍ وَّ لَانَاصِرٍ ۙ [پ۳۰ ع۱۱ آیت ۱۰]	جس دن سب چھپی باتیں جانچ میں آئیں گی تو آدمی کو نہ کچھ زور ہوگا نہ کوئی مددگار

[المَحَجَّةُ الْمُؤْتَمَنَة ص۱۲۷]

حضرت تاج الفحول قُدِّسَ سِرُّہٗ جنکی عظمتِ شان اپنے والد ماجد قُدِّسَ سِرُّہٗ کے ساتھ
خود امامِ اہلسنت نے یوں بیان فرمائی

آہ آہ ، آہ آہ ! ہندوستان میں میرے زمانۂ ہوش میں **دو بندۂ خدا تھے** جن پر اصول وفروع و**عقائد وفقہ** سب میں **اعتمادِ کلی** کی اجازت تھی۔

اول اقدس حضرت خاتم المحققین **سیّدنا الوالد** قُدِّسَ سِرُّہٗ الماجد۔ حَاشَ لِلّٰہ نہ اس لیے کہ وہ میرے والد ووالی و ولیِ نعمت تھے ، بلکہ اس لیے کہ الحق والحق اقول ، الصدق واللّٰہ یحب الصدق ، میں نے اُس طبیبِ صادق کا برسوں مَطَب پایا ، اور وہ دیکھا کہ عرب وعجم میں جس کا نظیر نظر نہ آیا ، اُس جنابِ رفیع قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ الْبَدِیْع کو اصولِ حنفی سے استنباطِ فروع کا ملکہ حاصل تھا ، اگر چہ اس پر کبھی حکم نہ فرماتے ، مگر یوں ظاہر ہوتا تھا کہ نادر ودقیق ومُعضِل مسئلہ پیش نہ ہوا کہ کُتُبِ مُتداولہ میں جس کا پتہ نہیں ، خادم کمینہ کو مُراجعتِ کتب واستخراجِ جزئیہ کا حکم ہوتا ، اورارشاد فرماتے ــــ '' ظاہراً حکم یوں ہونا چاہیئے '' ــــ جو وہ فرماتے وہی نکلتا ، یا بعض کتب میں اس کا خلاف نکلتا تو زیادتِ مطالعہ

نے واضح کردیا کہ دیگر کتب میں ترجیح اُسی کو دی جو حضرت نے ارشاد فرمایا تھا

دوم والا حضرت تاجُ الفُحُول محبِ رسول مولانا مولوی **عبد القادر** بدایونی قُدِّسَ سِرُّہُ الشَّرِیف ۔ پچیس برس فقیر کو اس جناب سے بھی صحبت رہی ، ان کی سی وسعتِ نظر و قوتِ حفظ و تحقیق انیق ان کے بعد کسی میں نظر نہ آئی۔

ان دونوں آفتاب و ماہتاب کے غروب کے بعد ہندوستان میں **کوئی ایسا نظر نہیں آتا** جس کی نسبت عرض کروں کہ **آنکھیں** بند کر کے **اُس کے فتویٰ پر عمل ہو**

[فتاویٰ رضویہ ج ۱۲ ص ۱۳۰]

وہ حضرت تاج الفُحول کیسے حق کے شیدائی اور رجوع الی الحق کے فدائی تھے اس کا شاہد وہ واقعہ ہے جسے امامِ اہلسنت نے جلد ششم میں بیان کیا کہ

ایسے فاضلِ جلیل کے پاس ۱۳۰۲ھ میں جب فقیر کا فتویٰ اس ٹھیکے کی حرمت میں گیا جس میں اس وجہ سے کہ فقیر اُس وقت اپنے دیہات میں تھا اور سوا خیریہ و رد المحتار کے کوئی کتاب ساتھ نہ لے گیا تھا فقط فتاویٰ خیریہ کی بعض عبارات تھیں ، حضرت موصوف نے بعد تأمُّلِ بسیار اُس پر صرف اس مضمون سے تصدیق فرمائی کہ ـــ ''نظرِ حاضر میں ان عبارات سے عدمِ جواز ہی معلوم ہوتا ہے'' ـــ جب فقیر شہر کو واپس آیا ، مفصل فتویٰ عباراتِ کثیرۂ کتبِ عدیدہ پر مشتمل لکھ کر بھیجا ، اب **حضرت** نے پورے وُثوق سے **تسلیم** کیا

مبارک ہیں وہ بندے کہ **حکم پر مطلع** ہو کر **حق کی طرف رجوع لائیں** ، اور اذانیانِ زمان کی طرح اپنی اور اپنے آبا و اساتذہ کی عادت

| کو شرعِ مطہر کے رد کے لیے حجت نہ بنائیں [فتاوىٰ رضویہ ج ٦ ص ٣٦٧] |

کاش اتنا تو ہوتا کہ **اَسلاف** کی حق سے محبت کا یہ جذبۂ والہانہ **اَخلاف** کو **الزاماتِ سد الفرار** سے برأت و بیزاری کے لیے اُسوۂ حسنہ و قُدوۂ سَنِیہ کی جگہ کام آتا۔ اور میرے رب پر کچھ دشوار نہیں۔ اور توفیق اُسی کے اختیار میں ہے۔

اللہ پاک مسلمانوں پر رحم فرمائے حمیتِ دینی دے اپنے نیک بندوں کے نقشِ قدم کی پیروی دلوں میں اتارے۔

آج حالات کتنے بدتر ہیں وہابی دیوبندی ہاں وہی جنہوں نے اللہ و رسول جَلَّ وَعَلَا وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی شان میں سخت سخت توہینیں کیں لکھیں چھاپیں پھیلائیں ـــــ حفظ الایمان کی وہ بولی جس میں حضورِ اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علمِ غیب کو بچوں پاگلوں جیسا بتایا ، اور صاف لکھ دیا کہ

| اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے [معاذاللہ] [حفظ الایمان ص ٨] |

کیا ایسی کھلی گستاخیاں اور صریح کفر مسلمانوں کا کلیجہ چھلنی کرنے اور انہیں دشمنانِ دین سے متنفر و بیزار کرنے کے لیے کافی نہیں؟...

پھر آج کتنے ہیں؟........جو ان دشمنانِ دین کو ان کے ہم نوا ہم صدا تبلیغیوں مودودیوں غیر مقلدوں کو کافر مرتد جان کر ان سے مذہبی نفرت رکھیں ، ان کے پیچھے نماز سے گریز کریں ، ان کے ذبیحے سے پرہیز کریں ، شادی بیاہ میں ان سے بچیں ،

روزہ وعید میں ان کے اعلان کی پرواہ نہ کریں

اللہ پاک رحمت ونور کی بارش فرمائے امام محمد سَنُوسی [متوفّٰی ۸۹۵ھ] قُدِّسَ سِرُّہٗ پر ـ اپنی شرحِ اُمُّ البراھین میں تعلیمِ عقائد کی اہمیت اپنے زمانے کی صعوبت وکلفت اورعقیدے کومضبوط ومستحکم کرنے والوں کی نُدرت کا تذکرہ کرتے ہوئے کیسے جواہر پارے زیبِ قرطاس کیے ، فرماتے ہیں

فأهمُّ ما يشتغِل به العاقل اللبيب في هذا الزمان الصَعْب أن يسعى فيما ينقُذ به مُهْجتَه من الخلود في النار، وليس ذلك الا باتقان عقائد التوحيد على الوجه الذى قرّره أئمة اهل السنة العارفون الاخيار

جوشخص اپنے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل وشعور کا جلوہ رکھتا ہے اس زمانۂ پُر مِحَن میں اُس کے تمام مشغلوں سے زیادہ اہم اور قابل توجہ یہ ہے کہ وہ اس چیز میں جدوجہد کرے جس کے ذریعے وہ اپنی جان کو ہمیشگی کی جہنم سے بچائے، اور یہ بغیر اس کے نہیں ہو سکتا کہ آدمی **اسلامی عقائد** کو اُسی طور پر **مضبوط** ومستحکم کرے جس طور پر **ائمۂ اہلسنت** معرفت رسا صاحبانِ خیر وصلاح نے **بیان** فرمایا۔

وما أَنْدَرَ مَن يُتقِن ذلک في هذا الزمان الصَعْب الذى فاض فيه بحرُ الجَهالة، و انتشر فيه الباطل أيَّ انتشار، ورُمِي في كل

اور **کتنے کم ہیں ایسے لوگ جو اس پُر آشوب دور میں اسلامی عقائد کو اسلافِ اہلسنت کے موافق ٹھوس کریں** ، جبکہ آج **جہالت کا دریا** موجیں ماررہا ہے ، باطل بَلا کا پھیلا ہوا ہے ، اور زمین کے **ہر گوشے پر حق سے**

ناحية من الأرض بامواج انكار الحق وبغض أهله و تزيين الباطل بالزُخرُف الغارّ وما أَسْعَدَاليوم مَنْ وُفِّق لتحقيق عقائد ايمانه ثم عرَف بعد ذلك ما يُضطرّ اليه من فروع دينه في ظاهره وباطنه ، حتى ابتهج سِرّه بنور الحق واستنار ، ثم اعتزل الخلقَ طُرّا، طاويا عنهم شرَّه الى أن ينتقل قريبا با لموت عن فساد هذه الدار فهَنِيئا له بما يَرىٰ اِثْرَ الموت من نَعِيم و سُرور لايُكيَّف ولا يدخُل تحت ميزان الأنظار ، لقد صبر قليلا ففاز كثيرا فسبحان مَن يخُص

مُنکر نے **اہلِ حق سے جلنے** اور باطل کو جھوٹی بناوٹی اور دھوکے کی باتوں سے آراستہ کرنے کا طوفان برپا ہے۔

کتنا مبارک ہے آج وہ بندہ جسے اپنے ایمانی عقیدوں کو پہچاننے اور سمجھنے کی توفیق ملی ، پھر اس کے بعد ظاہر و باطن میں جن دینی مسائل کے بغیر وہ چل نہیں سکتا وہ اُس نے سیکھے ، یہاں تک کہ اُس کا دل نورِ حق سے مستنیر ، اور اس کی خوشی سے لبریز ہو گیا ، پھر تمام خلق سے کنارہ کش ، اور انہیں ایذا رسانی سے کنارہ گزیں ہو کر ، قریبِ موت اس دارِ فانی کی خرابی وتباہی سے نکل گیا۔

تو مبارک ہو اُسے وہ جو موت کے بعد وہ دیکھے گا ایسی نعمت اور ایسی مَسرَّت جس کی کیفیت بیان میں نہیں آ سکتی اور عقلیں اُس کا اندازہ نہیں لگا سکتیں .... بیشک اس بندے نے تھوڑا صبر کیا ، اور بہت کچھ پایا

تو پاکی ہے اُس ذات کو جو اپنے بندوں

بفضله من يشاء من عباده ، ويُقرِّب من يشاء ويُبعِد من يشاء بمحض الاختيار [شرح اُمُّ البَراهِين ص ٦]	میں سے جسے چاہے اپنے خاص فضل سے نوازے ، اوراپنے خالص اختیار سے جسے چاہے قُرب دے ، اور جسے چاہے دور کردے۔

فقط کتبہ الفقیر **محمّد کوثر حسن**

السنّی الحنفی القادری الرضوی غفر له

نوری دارالافتاء

دارالعلوم نوری نوری نگر ۳۱۹ گدرہوا بلرامپور یوپی پن ۲۷۱۲۰۱

شنبہ ۱۴/ ربیع الآخر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۵/ فروری ۲۰۱۴ء